THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday the February 19, 2024
(335th Session)
Volume I, No.01
(Nos. 01–10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume I	SP.I (01)/2024
No.01	15

Contents

1. **Recitation from the Holy Quran 1**
2. **Panel of Presiding Officers 2**
3. **Leave of Absence 2**
4. **Point raised by Senator Kamran Murtaza regarding the situation arising out of the results of general elections-2024 .... 5**
5. **Point of Public Importance raised by Senator Dost Mohammad Khan regarding the cutting of trees in South Waziristan 9**
6. **Introduction of the International Institute of Technology, Culture and Health Sciences Bill, 2024 .... 10**
7. **Introduction of [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024] . 12**
8. **Introduction of [The Pakistan Bait-ul-Mal (Amendment) Bill, 2024] 13**
9. **[The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023] 14**
10. **[The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2023] 16**
    - Senator Sherry Rehman *17*
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui *19*
    - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House *20*
    - Senator Taj Haider *20*
    - Senator Syed Ali Zafar *21*
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo *21*
    - Senator Saadia Abbasi *22*
    - Senator Shahadat Awan *22*
    - Senator Kamil Ali Agha *23*
    - Senator Muhammad Hamayun Mohmand *24*
    - Senator Mushtaq Ahmed *26*
    - Senator Molvi Faiz Muhammad *28*
11. **The Pharmacy (Amendment) Bill, 2023 .... 29**
12. **Resolution moved by Senator Mohammad Abdul Qadir recommending to the HEC to develop guidelines for all the universities to update the syllabus of their M.Phil and Ph.D programme and align it with modern scientific requirements 31**
13. **Motion under Rule 218 moved by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding the pressing issue of water resources, floods and water mismanagement in Pakistan 33**
    - Senator Sana Jamali *41*
    - Senator Fawzia Arshad *43*
    - Senator Molvi Faiz Muhammad *45*
    - Senator Dost Muhammad Khan *46*
    - Senator Sania Nistar *46*

- Senator Engr. Rukhsana Zuberi *49*
- Senator Syed Ali Zafar *50*
- Mr.Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs................. *51*

14. Privilege Motion moved by Senator Dost Muhammad Khan regarding attitude of police officer and arrest of political workers in Tank, Upper South Waziristan 52

15. Privilege Motion moved by Senator Syed Waqar Mehdi regarding humiliating attitude of Senior Member Board of Revenue, Sindh 54

16. Consideration and passage of [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024] 55

17. Motion Under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding non-presentation of Annual Report of the Council of Islamic Ideology under Clause (4) of Article 230 of the Constitution in the House 56

- Mr. Murtaza Solangi (Minister for Parliamentary Affairs) 60

18. Point of Public Importance raised by Senator Bahramand Khan Tangi regarding issuance of arms licenses in the country............................. 61

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, the February 19, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at six minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ
لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝٥٧ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ
اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝٥٨ۧ

ترجمہ: اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کرکے باہر نکالیں گے یہ (آیات اس لئے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف آیات نمبر ۵۷ تا ۵۸)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ ایک منٹ ٹھہر جائیں، میں Panel of Presiding Officers announce کر دوں۔

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: Now, I will announce Panel of Presiding Officers. In pursuance of sub-rule (1) of rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for 335th Session of the Senate of Pakistan:

1. Honourable Senator Sarfraz Ahmed Bugti.
2. Honourable Senator Seemee Ezdi.
3. Honourable Senator Dilawar Khan.

آپ لوگ تشریف رکھیں، .please پہلے میری بات سن لیں۔ Leave applications لینے دیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین نے ایوان میں احتجاج کرنا شروع کر دیا)

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر صاحبان، مجھے leave applications لینے دیں، پھر اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔ براہ مہربانی، تشریف رکھیں، اپنی نشستوں پر جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر صاحبان، براہ مہربانی اپنی نشستوں پر چلیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر جام مہتاب حسین ڈہر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس کے دوران مورخہ یکم تا 5 جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس میں مورخہ 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر فیصل جاوید صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عون عباس صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس میں مورخہ 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر شمیم آفریدی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس میں مورخہ 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس میں مورخہ 29 دسمبر، 2 اور 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس میں مورخہ 26 دسمبر تا 2 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر فاروق ایچ نائیک صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس کے دوران مورخہ 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس کے دوران مورخہ 5 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 334ویں اجلاس کے دوران مورخہ 29 دسمبر تا 2 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر فروغ نسیم صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 330ویں تا 334ویں مکمل اجلاسوں میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میری آپ سب معزز اراکین سے گزارش ہے کہ آپ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ آپ motion دے دیں، ہم اسے لگا دیں گے تو آپ اسے ایوان میں discuss کر لیں۔ آپ motion بنا تو لیں پھر دے دیں۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ سینیٹر زرقا صاحبہ، مہر تاج روغانی صاحبہ، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ میری ممبران سے گزارش ہے کہ یہاں سے ہٹ جائیں اور اپنی نشستوں پر جائیں۔ معزز اراکین اپنی نشستوں پر جائیں یا lobbies میں جا کر discussion کر کے motion بنائیں، یہاں کھڑے نہ ہوں۔ شکریہ۔ ایوان میں motion دے دیں، ہم اسے دیکھ لیں گے۔ جی معزز سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔ کامران صاحب آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اراکین اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ، جناب چیئرمین۔ جناب یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ سیاست نہیں ہے کہ یہاں تصویریں بنائیں۔ ایوان کا کوئی تو احترام کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! Government announces 67% increase in the price of gas اس سے پہلے گیس کی قیمت 200% increase ہوئی ہے۔ آج پاکستان میں گیس کی قیمت بجلی سے زیادہ ہو چکی ہے۔ جن لوگوں کا بیس ہزار کا بل آ رہا تھا آج ان کا بل ایک لاکھ بیس ہزار روپے آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت سنگین صورت حال ہے، اس بابت اس ایوان میں discussion ہونی چاہیے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اس پر آپ سب کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: میڈم میری گزارش ہے کہ آپ کوئی tool لائیں، کوئی motion لائیں، کچھ لائیں تو میں اسے allow کر دوں گا تو کل ہم اسے لے آئیں گے۔ شکریہ۔ جی سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

Point raised by Senator Kamran Murtaza regarding the situation arising out of the results of general elections-2024

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! جناب ہم نے دستور کو violate کرتے ہوئے بہت دیر سے الیکشن کروائے، مگر دستور کو violate کرنے کے بعد ہم نے public mandate کو بھی violate کر دیا۔ اس وقت جیتے ہوئے بھی رو رہے ہیں اور ہارے ہوئے بھی رو رہے ہیں بلکہ پوری قوم رو رہی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو معلوم ہے کہ پورا

بلوچستان بند ہے۔ سندھ میں problem ہے، خیبر پختونخوا میں problem ہے، اگر سارے معاملات آپ نے صرف ایک صوبے کے لیے چلانے ہیں تو پھر باقی تین صوبوں میں کسی کا کوئی mandate نہیں ہے۔ ایک صوبے کا مجھے نہیں پتا کہ وہاں پر mandate کی کیا صورت حال ہے۔ مگر Commissioner Rawalpindi نے جو کچھ کہا اس سے اس صوبے کے mandateکا بھی پتہ چل گیا ہے۔ آپ کا Commissionerبہت سخت allegationلگاتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: کامران صاحب میری ایک درخواست ہے آپ کے باقی ساتھیوں نے بھی کہا تو آپ اس پر motion دے دیں تاکہ اس پر House میں discussion ہو سکے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ آپ کے پاس first working dayپر داخل ہو گیا تھا آج میرا خیال یہ تھا کہ سب سے اہم معاملہ اس ملک میں یہ ہے مگر اس معاملے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: اس کو لگا دیں گے آپ فکر نہ کریں باقی بھی آج دے دیں گے اس کو ہم لگا دیں گے۔ میں چاہتا ہوں اس کو آپ سب لوگ discuss کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! Homeopathicانداز میں اگر معاملات چلانے ہیں تو پھر معاملات سلگ رہے ہیں پھر اس کے resultsخراب ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس پر discussion کریں کوئی issueنہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ہم آدھا ملک توڑ چکے ہیں اسی طرح کے معاملات کی وجہ سے۔۔۔

جناب چیئرمین: اللہ نہ کرے ایسی صورتحال نہیں ہو گی ان شاءاللہ اچھے کی امید رکھیں، قوم کو اچھے کی امید دیں۔ آپ اس قوم کے بڑے لیڈر ہیں، بڑے House میں بیٹھے ہیں۔ اچھے کی توقع رکھیں اور قوم کو بھی اچھی توقع کا یقین دلائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں اس قوم کا سب سے کمتر آدمی ہوں مگر میں اس وقت رو رہا ہوں جو کچھ mandateکے ساتھ کیا گیا ہے، جو کچھ elections میں کیا گیا ہے، میں نے کم از کم ساری زندگی نہ ایسا electionدیکھا اور نہ ہی سنا ہے۔ آپ کے افسر آ کر کہہ رہے ہیں، آپ کے جیتے

ہوئے candidates آ کر یہ کہہ رہے ہیں اور جب وہ یہ سب کچھ کہیں گے تو پھر اس electionکا کیا تقدس رہ جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک reportکی طرف دلوانا چاہتا ہوں اس reportکے مطابق پہلے hybrid systemتھا۔

جناب چیئرمین: آپ سارے سینیٹرز کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟ تشریف رکھیں میں موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: وہ democracyکے حوالے سے ہے یہ وہ hybrid systemتھا جو کہ اب authoritarian systemمیں تبدیل ہو گیا ہےauthoritarian and martial law systemsمیں کتنا فرق ہوتا ہے مجھے کم از کم سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ میرا legal backgroundبھی ہے اس کے باوجود مجھے سمجھ نہیں آتا اگر electionsاسی طرح سے کرانے ہیں، اسی طرح سے selectionکروانی ہے پھر اس سبز کتاب کو تبدیل کر دیں اس میں لکھ دیں کہ کون کون سے candidatesہوں گے اور کون کون سےcandidate کو selectionکا اختیار ہو گا۔ ہم اس پر شاید اعتراض نہ کریں مگر جب تک کتاب میں لکھا ہوا ہے ہم اس وقت تک اعتراض کرتے رہیں گے، اس سبز کتاب کو۔۔۔

جناب چیئرمین: میری آپ سارے ساتھیوں سے درخواست ہے کہ آپ لوگ مجھے motionبنا کر دیں تو ہم کل کوئی question hourنہیں کریں گے صرف اس پر discussionکریں گے تاکہ Ministerکو بھی بلایا جاسکے، concerned Ministries بھی اس کے متعلق جواب دے سکیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہ alreadyداخل ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ہم کل اس کو لگا کر اس پر ہی discussionکریں گے ان شاءاللہ، ٹھیک ہے جی تاکہ تمام Partiesکل اس پر discussion کر لیں بالکل کوئی question hourنہیں ہو گا کچھ نہیں ہو گا اسی پر ہی discussionکریں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی علی ظفر صاحب۔

سینیٹر علی ظفر: معاملہ یہ ہے کہ قوم کا mandate چوری کیا گیا ہے ایک امید تھی جمہوریت کے حق میں mandate تھا اس کو چوری کر لیا گیا، سب کچھ adjourn کر کے میرا خیال ہے آج اس motion پر۔۔۔

جناب چیئرمین: علی ظفر صاحب میری گزارش ہے کہ private member's day ہفتے میں ایک دفعہ آتا ہے تو آج اس کو کر لیتے ہیں اور کل کا پورا دن ہم اس motion پر لگا دیں گے تاکہ Ministries سے ہم جواب بھی لے لیں، formality بھی complete کریں گے کل سارا House اس پر debate کرے۔ میری طرف سے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ لوگوں نے اس پر آج discussion کرنی ہے تو جواب کون دے گا؟ Ministry prepared نہیں ہے تو کسی کو تو آخر میں نے House میں بلانا بھی ہے۔ میری suggestion یہ ہے کہ اس کو کل کر لیتے ہیں، ٹھیک ہے جی؟

سینیٹر علی ظفر: کل کر لیں۔

جناب چیئرمین: چلیں جی کل کر لیتے ہیں. thank you بس اب کل کر لیں گے تشریف رکھیں. please میری ایک اور گزارش سب ساتھی سن لیں۔ تشریف رکھیں بزنجو صاحب اس پر کل discussion کر لیں گے۔

سارے ساتھی میری ایک عرض سن لیں یہ ہم نے الوداعی Session بلایا ہے آپ سب کے لیے۔ ابھی ہمارے دن پورے ہوں گے 8th کو تو March 8th تک ہم یہ House continuously چلائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سارے colleagues جو retire ہو رہے ہیں، جو رہ گئے ہیں ایک دوسرے کے احترام، عزت میں اس House کی کچھ traditions ہیں، روایات ہیں ان کو برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے بارے میں چند کلمات کہیں، اپنی performance کے بارے میں کہیں اور پھر اس Parliamentary Year کا جس کے آٹھ تاریخ کو تین سال پورے ہوں گے اس کو ہم conclude کر سکیں گے۔ اب کل کا فیصلہ یہ ہو گیا ہے کہ کل کوئی question hour نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں ہو گا ہم کل اس motion کو لگائیں گے سارے ساتھی جو جو موجود ہیں وہ اس پر بات کریں گے۔ اس کے بعد conclude کر دیں گے اور normal business next working day سے پھر

شروع کریں گے۔ سر اب ساری بات ہو گئی ہے یہ بعد میں کر لیں گے ابھی Business لینے دیں یہ ہم کل کر لیں گے۔ جی بتائیں، یہ نہیں چھوڑے گا۔ جی آپ کو پتہ ہے کدھر چھوڑے گا یہ دوست محمد خان صاحب جی جناب۔

Point of Public Importance raised by Senator Dost Muhammad Khan regarding the cutting of trees in South Waziristan

سینیٹر دوست محمد خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ میں محسود قبیلے سے ہوں اور میرا تعلق Upper South Waziristan سے ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے گھر operation کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں، نہ ہمارے کھیت، ندیاں، نالے ہیں۔ ہمیں پاکستان نے survey کے نام پر 4 lac روپے فی گھر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ 2015 میں World Bank نے ان کو dollars دیے آدھے لوگوں کو پیسے ملے اور آدھے لوگوں کو نہیں ملے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ Prime Minister کو لکھیں آپ نے وعدہ بھی کیا کہ میں Prime Minister کو summary بھیجوں گا۔

جناب چیئرمین: لکھ چکے ہیں پھر بھیج دیتے ہیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: دوسری بات ہم سے جو بھی قصور ہوا ہے اس کے لیے ہم اللہ سے معافی چاہتے ہیں لیکن ہمارے جنگلوں نے کیا قصور کیا ہے؟ ہمارے جنگلوں کو جس طرح سے کاٹا جا رہا ہے اس طرح اسرائیل نے بھی فلسطین میں جنگل نہیں کاٹے، اس طرح مقبوضہ کشمیر میں India نے نہیں کاٹے ہیں۔ جناب چیئرمین! Security Forces کی جانیں ہمیں بھی عزیز ہیں وہ لوگ ہماری قوم کے ساتھ بیٹھے اور کہا کہ پندرہ فٹ road کے اس طرف اور پندرہ فٹ road کے اس طرف ہم جنگل کو کاٹنا چاہتے ہیں ہم نے کہا آپ کاٹ لیں۔ وہاں کے افسران نے contractors hire کر کے 150 feet اوپر اور نیچے گئے ہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کربلا کا مقام ہے۔

جناب چیئرمین: دوست محمد خان اگر آپ اجازت دیں تو یہ Provincial Government کا subject ہے report لے لیتے ہیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: Report لے لیں۔ شاہ بلوط جس کو oak tree کہتے ہیں وہ بھی شامل ہیں اور چلغوزے کے درخت بھی شامل ہیں اور ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ report بھی لے لیں اور Committee کو بھی بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: ہم اس کو Committee میں بھجوا دیتے ہیں۔ بس کر دیں نا دوست محمد خان۔

سینیٹر دوست محمد خان: جو privilege motion breach ہوا ہے اس کے لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ privilege motion آپ دے دیں میں تھوڑی دیر بعد سب کا privilege motion لے رہا ہوں آپ کی بھی لے لوں گا۔ ابھی لے لوں گا بیٹھ جائیں جب سب کا Business لے رہا ہوں آپ کا بھی privilege motion لے لوں گا۔

Order No.2. Senator Fawzia Arshad please move Order No.2.

Introduction of the International Institute of Technology, Culture and Health Sciences Bill, 2024

Senator Fawzia Arshad: Mr. Chairman! Thank you so much. Before I read the Order, I would like to give a little background to what I have introduced. The Institute of Technology Culture and Health Science Bill was tabled before the National Assembly and the Standing Committee of the National Assembly, and the Bill was approved by the National Assembly on 17th August, 2022. ادھر سے پاس ہو کر یہ سینیٹ میں آیا یہاں اس کو ہم نے lay کر لیا لیکن 23rd May, 2023 تک یہ Bill چونکہ ہمارا Senate Session prorogue ہو گیا تھا اور پھر time lapse ہو گیا تھا تو یہ Joint sitting of the Parliament میں چلا گیا تھا۔ وہ ہو نہیں سکا میں نے اس کو اس دفعہ پھر سے introduce کرایا ہے reintroduce کرایا ہے اس کی جتنی بھی formalities تھیں وہ ساری کی ساری Senate سے approved ہیں۔ ہم

Standing Committee on Educationمیں گئے تھے وہاں پر عرفان الحق صدیقی صاحب کے ساتھ Committeeمیں سب نے اس کو approveکر لیا تھا اور اس کی reportآنی تھی۔ میں یہ چاہ رہی ہوں کہ اس سارے processسے ہم alreadyگزر چکے ہیں اب جو بھی ہے obviously the procedure is that it has to go to the Standing Committee,جناب چیئرمین! آپ اس کو time boundکر دیں کہ by next Mondayاس کی reportآ جائے اور اس کو آپ considerکریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

Senator Fawzia Arshad: Let me just read it then, I Senator Fawzia Arshad, move for leave to introduce a Bill to provide for the establishment of the International Institute of Technology, Culture and Health Sciences [The International Institute of Technology, Culture and Health Sciences Bill, 2024].

Mr. Chairman: Is it opposed?

یا کمیٹی میں بھجوا دیں؟ جی، منسٹر صاحب۔

جناب مرتضیٰ سولنگی (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ تمام ضروری قواعد کے مطابق انہوں نے کاغذات بھی جمع کروا دیے ہیں اور NOCبھی لے چکے ہیں۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو پھر کمیٹی میں بھیج دیں یا اس کو پاس کریں۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: جناب عرفان صاحب اس کو جلد از جلد دیکھ لیں تاکہ اگلے Mondayکو یہ دوبارہ پیش ہو جائے۔

I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No. 3, Senator Fawzia Arshad. Please move Order No. 3.

Senator Fawzia Arshad: I, Senator Fawzia Arshad, introduced a Bill to provide for the establishment of the International Institute of Technology, Culture and Health Sciences [The International Institute of Technology, Culture and Health Sciences Bill, 2024].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 4, Senators Rana Mahmood-ul-Hassan and Umer Farooq.

Deferred. Order No. 6, Senators Dilawar تشریف نہیں لائے ہیں۔

Deferred. تشریف نہیں لائے ہیں۔ Khan and Manzoor Ahmed.

Order No. 8, Senator Dilawar Khan, تشریف نہیں لائے۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین! میں نے بھی یہ پیش کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے سیکرٹریٹ میں اپنا نام دیا ہوا ہے؟

سینیٹر محمد عبدالقادر: جی، میں نے نام دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پیش کریں۔ Order No. 8.

Introduction of [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024]

Senator Muhammad Abdul Qadir: I, Senator Mohammad Abdul Qadir, move for leave to introduce a Bill to provide for the establishment of the Pakistan Minerals Regulatory Authority [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024].

Mr. Chairman: Is it opposed?

یا کمیٹی میں بھجوادیں؟ جی، منسٹر صاحب۔

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب چیئرمین! کمیٹی میں بھیج دیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No. 9, Senators Dilawar Khan and Abdul Qadir. Please move Order No. 9.

Senator Muhammad Abdul Qadir: I, Senator Muhammad Abdul Qadir, introduce the Bill to provide for the establishment of the Pakistan Minerals Regulatory Authority [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 10, Senator Dr. Afnan Ullah Khan.

اس کو defer کردوں؟

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جی، defer کردیں۔

Mr. Chairman: Deferred. Order No. 12, Senator Shahadat Awan. Please move Order No. 12.

Introduction of [The Pakistan Bait-ul-Mal (Amendment) Bill, 2024]

Senator Shahadat Awan: I, Senator Shahadat Awan, move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Bait-ul-Mal Act, 1992 [The Pakistan Bait-ul-Mal (Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: Is it opposed? Minister for Parliamentary Affairs, please.

Mr. Murtaza Solangi: It should be referred to the Committee.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Order No. 13, Senator Shahadat Awan. Please move Order No. 13.

Senator Shahadat Awan: I, Senator Shahadat Awan, introduce the Bill further to amend the Pakistan Bait-ul-Mal Act, 1992 [The Pakistan Bait-ul-Mal (Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 14, Honourable Senator Kamran Michael.

تشریف نہیں لائے۔

Deferred. Honourable Senator Mushtaq Ahmed, please move Order No. 16.

[The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023]

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I, Senator Mushtaq Ahmed, move that the Bill further to amend the International Islamic University Ordinance, 1985 [The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable Minister for Parliamentary Affairs, please.

جناب مرتضٰی سولنگی: جناب چیئرمین ! اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: کمیٹی سے تو یہ پاس ہو کر آگیا ہے۔ مشتاق صاحب ! تھوڑا سا بتا دیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین ! میں منسٹر صاحب کو بتاتا ہوں کہ بنیادی طور پر یونیورسٹیوں کے جو پالیسی ساز ادارے Syndicate and Senate ہوتے ہیں ان میں teachers کی نمائندگی ہوتی ہے۔ HEC نے جو یونیورسٹیوں کا model Ordinance بنایا ہے اس میں بھی Syndicate and Senate میں teachers کی نمائندگی رکھی گئی ہے۔ International Islamic University واحد یونیورسٹی ہے کہ جہاں Syndicate, Senate and Academic Council میں teachers کی

نمائندگی نہیں تھی۔اس لیے میں نے یہ Bill introduce کیا۔ یہ بل سینیٹر عرفان صدیقی کی کمیٹی سے unanimously pass ہوا ہے۔ HEC نے اس کی تائید کی ہے۔ اس لیے انہوں نے جو model Ordinance تجویز کیا ہے یہ اس کے مطابق ہے۔ جناب چیئرمین! International Islamic University کے تین ادارے ہیں۔ ایک ادارہ ان کا Board of Trustees ہے۔اس ادارے میں صدر مملکت اور چیف جسٹس ہیں۔ وہاں پر بھی ان کی نمائندگی نہیں تھی۔ ان لوگوں نے خود فیصلہ کرکے چار teachers کو اس میں نمائندگی دے دی۔ اب Academic Council رہ گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ Board of Governors رہ گیا ہے۔ Board of Governors and Academic Council میں نمائندگی کے لیے میں یہ ترمیمی بل لایا ہوں جس کی حکومت اور HEC نے تائید کی ہے۔ HEC کا جو Model University Act ہے یہ اس کے مطابق ہے۔ اس لیے اس کے نتیجے میں Academic Council and Board of Governors میں teachers کی نمائندگی ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: کسی اور نے تو اس پر بات نہیں کرنی ہے؟

It has been moved that the Bill further to amend the International Islamic University Ordinance, 1985 [The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. We now take up second reading of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill. Clauses 2 and 3. There is no amendment in Clauses 2 and 3. So, I put these clauses before the House as one question. The question is that Clauses 2 and 3 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 and 3 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clause 1, the Preamble and the Title, stands part of the Bill. Order No. 17, Senator Mushtaq Ahmed. Please move Order No. 17.

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I, Senator Mushtaq Ahmed, move that the Bill further to amend the International Islamic University Ordinance, 1985 [The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the International Islamic University Ordinance, 1985 [The International Islamic University (Amendment) Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the Bill stands passed. Honourable Senator Mushtaq Ahmed, please move Order No. 18.

[The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2023]

Senator Mushtaq Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I, Senator Mushtaq Ahmed, move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Minister Sahib, is it opposed?

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پہلے میڈم کو تھوڑا سا وقت دیتا ہوں۔

سینیٹر مشتاق احمد: پہلے میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ پھر میڈم اس کے اوپر وضاحت کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیری رحمان صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ہمارے فاضل رکن، سینیٹر مشتاق صاحب نے جو Bill move کیا ہے، میں نے اس کی کمیٹی میں بھی بڑی عزت کے ساتھ مخالفت کی تھی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ death penalty کی مخالفت کی ہے۔ ہماری نظر میں rape بہت ہی سنگین اور serious crime ہے۔ اس حوالے سے پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔

دو باتیں اہم ہیں۔ ایک تو public hanging یعنی سرعام پھانسی، معاشرے میں بربریت اور انتشار پھیلاتی ہے۔ اس سے ظلم اور ہراسیت کی ایک نئی لہر پیدا ہوتی ہے۔ جنرل ضیاء الحق جو یہ کام کرتے تھے، ان کی regime کے سائے ہم پھر پاکستان کے اندر نہیں دیکھنا چاہتے۔ دوسری بات، rape کے حوالے سے جس چیز پر ہم سب agree کرتے ہیں، میرے خیال میں ان کے ساتھ ہم سب جماعتوں کی بھی ایک ہی سوچ ہے کہ rape سے بدتر کوئی جرم نہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ زینب کیس کے بعد پاکستان میں اس معاملے پر کتنا شور شرابا ہوا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم طریقہ کار اور policing کو بہتر کریں بجائے اس کے کہ ہم سرعام پھانسی کی سزا دینا شروع کر دیں۔ سرعام پھانسی کی سزا نے rape کے crime کو نہیں روکا۔ اس حوالے سے ساری دنیا میں اعداد و شمار موجود ہیں۔

اس کے ساتھ پاکستان کا conviction and prosecution system اتنا کمزور ہے کہ ہم یہ والی بات اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چھوڑ دیں تو مناسب ہوگا۔ یہاں rape crime کے لیے already death penalty ہے اور life sentence ہے۔ جب آپ اسے پورا نہیں کر پاتے، اس کی prosecution ٹھیک نہیں ہو رہی ہے تو آپ سرعام پھانسیوں سے معاشرے میں ایک نئی طرز کیوں لانا چاہتے ہیں؟ پاکستان میں اگر ایک crime کے لیے سرعام پھانسی ہوگی تو ہر crime کے لیے ایک دروازہ کھلے گا اور پھر آپ بارہویں صدی میں کھڑے ہوں گے۔ بات یہ ہے کہ آپ کے ساتھ مل کر ہم ایک مہذب معاشرہ بنانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک آخری بات یہ کرنا چاہوں گی، پاکستان کا جو conviction system ہے، اس میں پھر ججز بھی hesitate کرتے ہیں، وہ پھر سوچتے ہیں اور جھجکتے ہیں۔ Death penalty کوئی بھی جج ایک دم سے اور بغیر سوچے سمجھے نہیں دیتا۔ ان کے سامنے ٹھوس شواہد نہیں ہوتے، evidence کم ہوتی ہے، prosecution ہماری weak ہوتی ہے، policing بھی weak ہوتی ہے اور انکوائری بھی weak ہوتی ہے۔ اس حوالے سے تو وہ پھر بہت ہی light sentence دے دیتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے option نہیں ہوتی۔ جب ان کے سامنے option, death by hanging ہوتا ہے یا life sentence ہوتا ہے تو فضول میں rapist بھی light sentence پر چھوٹ جاتا ہے۔ پھر وہ اکثر و بیشتر parole پر نکل آتے ہیں۔ ویسے ہی ہمارے ہاں معاشرے میں لوگ rapist کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا، یہ crime کو effectively manage نہیں کرتا۔

اعداد و شمار کے مطابق ہمارے ہاں death row کی جو پانچ میں سے دو convictions ہوتی ہیں، ان کے حوالے سے بعد میں سخت irregularities سامنے آتی ہیں جبکہ ایک ملزم death row میں جا چکا ہوتا ہے اور اس کی death penalty ہو چکی ہوتی ہے۔ لہٰذا، پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ ان سارے محرکات اور وجوہات کو دیکھتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ویسے بھی دنیا میں death penalty کے حوالے سے آپ کا پانچواں نمبر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے ہاں جرائم رکے ہیں؟ نہیں۔ آپ پوری life sentence دے دیں، آپ proper sentence دیں تاکہ ایک مجرم زندگی بھر سلاخوں کے پیچھے رہے اور light sentence کی صورت میں parole پر نکل نہ آئے۔ آپ جو سزائے موت سرعام دینا چاہتے ہیں، وہ اکیسویں صدی کے معاشرے کو زیب نہیں دیتی۔ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم پھر سے گیارہویں صدی یا medieval period کا rerun کریں۔ اس سے نہ crime رکتا ہے اور نہ rape رکتا ہے بلکہ اعداد و شمار کہتے ہیں کہ اس سے تشدد میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرے میں بربریت پھیلتی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ public hanging والی بات کے حوالے سے ہم یہ نہ سوچیں کہ اس سے crime رکے گا بلکہ یہ اس کے quite opposite ہو گا۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر عرفان صدیقی۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں سینیٹر مشتاق صاحب کی spirit اور جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن جو میڈم شیری نے کہا، میں اس کی تائید کرتا ہوں اس لیے کہ پاکستان جس طرح کے حالات سے گزر رہا ہے، جس طرح دنیا کی نگاہیں ہم پر مرکوز رہتی ہیں، جس طرح ہمارے بارے میں ایک تاثر ہے انتہا پسندی کا، تشدد کا، ظلم و ستم کا، خواتین کو ہراساں کرنے کا اور اس طرح کے بہت سے negative impressions ہیں جو پاکستان کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں تک جرائم کی سنگینی کی بات ہے، وہ کڑی سزا کا تقاضا کرتے ہیں اور وہ ضروری ملنی چاہیے۔ میں اس حد تک ضرور میڈم سے differ کرتا ہوں کہ ہم موت کی سزا کو ختم نہیں کرنا چاہتے۔ موت کی سزا رہنی چاہیے، پھانسی کی سزا رہنی چاہیے لیکن اس پھانسی کو پھانسی گھاٹ تک ہی رہنے دیں۔ اسے فوارہ چوک میں یا میلوڈی چوک میں نہ لائیں کیونکہ اس سے معاشرے کے اندر، ہمارے بچوں کے اندر، ہمارے سماج کے اندر کوئی بہت زیادہ اچھا، مثبت یا خوش گوار اثر نہیں پڑے گا۔

جہاں تک سزاؤں کے خوف کا تعلق ہے، خوف ضرور رہنا چاہیے لیکن ہمارے نظامِ انصاف کے اندر بھی بڑی کجیاں اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں تو ایسے ایسے cases بھی ہوئے ہیں کہ ایک بندہ پھانسی چڑھ گیا اور مر گیا جبکہ بعد میں اسے بری کر دیا گیا کہ یہ تو معصوم اور بے گناہ تھا۔ میرے خیال میں دین کے اندر بھی مرے ہوئے شخص کی تضحیک اور توہین کا پہلو کم کم ملتا ہے۔ جب ایک شخص دنیا سے گزر جاتا ہے، اس کو پھانسی گھاٹ کے اندر سزا مل گئی، گھر جا کر وہ کسی قبرستان میں دفن ہو گیا، وہ ایک الگ کیفیت ہے لیکن اگر ہم اسے سرِعام لٹکائیں گے، وہ لٹکا رہے گا، لوگ آ کر تماشا دیکھیں گے تو میرے خیال میں دنیا کے کسی ملک کے اندر اس طرح کی تماش بینی کا تاثر اب نہیں ہے۔ پاکستان میں ضرور کڑی سزائیں دی جانی چاہییں اور نظامِ انصاف کو بہتر کرنا چاہیے لیکن یہ جو سرِعام پھانسی والا پہلو ہے، میں ذاتی طور پر اس کی مخالفت کروں گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری جماعت کا مؤقف کیا ہو گا، ڈار صاحب یہاں بیٹھے ہیں لیکن میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے بارے میں کوئی زیادہ مثبت تاثر نہیں لائے گا۔ اس سے بین الاقوامی طور پر بھی ہمارا image خراب ہو گا، معاشرے کے اندر بھی سفاکی بڑھے گی جبکہ نرمی، نرم خوئی، عفو و درگزر اور مثبت جذبات میں کمی

آئے گی۔ میں دین کا ماہر نہیں ہوں، علما بہتر جانتے ہیں لیکن سر عام پھانسی کا تصور مجھے کسی اسلامی ملک کے اندر بھی نہیں ملتا۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: محترم لیڈر آف دی ہاؤس۔

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

جناب محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب چیئرمین! شکریہ۔ چونکہ میرے colleague عرفان صدیقی صاحب نے اس کو explain کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قانون میں already, capital punishment موجود ہے۔ یہ Bill اس سزا کو public hanging کی طرف لے کر جارہا ہے۔ اس وقت دنیا میں جہاں قومیں پہنچ چکی ہیں، یہ کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ اس وقت جو basic قانون ہے، ہم اس کی amendment کی حد تک اسے oppose کرتے ہیں یعنی public hanging کی extent تک جو amendment ہو رہی ہے، وہ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا official مؤقف ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: تاج حیدر صاحب۔

Senator Taj Haider

سینیٹر تاج حیدر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ کراچی کی سینٹرل جیل کے اندر ایک NGO مجرموں اور سزا یافتہ افراد کی اصلاح کے لیے کام کررہی ہے۔ ان کا باقاعدہ ایک طریقہ کار ہے اور دنیا کے کئی ملکوں میں وہ NGO کام کررہی ہے۔ اس وقت چار ہزار قیدیوں پر انہوں نے کام کیا۔ صرف دو قیدی واپس آئے ہیں، باقی تمام ایک اچھی اور بہت ہی constructive زندگی گزار رہے ہیں۔ پچھلے دنوں کراچی میں ایک نمائش ہوئی جس میں قیدیوں کی بنائی ہوئی، قرآن مجید کی آیات کی calligraphies رکھی گئیں۔ میں نے خود ایک calligraphy لے کر ایک ہسپتال کو دی، وہ آیت کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے، میں نے وہ calligraphy ہسپتال کو present کی۔ لہٰذا، ایک مثبت پہلو بھی ڈھونڈنا چاہیے کہ کیا ہم سزا کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا بندوبست بھی کررہے ہیں۔ صرف جیلوں میں کیوں کریں، کیا ہم اپنے معاشرے کے اندر امید پیدا کررہے ہیں؟ کیا احترام انسانیت پیدا کررہے ہیں؟ جس جرم کا ذکر ہو رہا ہے، اس میں بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کا احترام ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ اگر معاشرے میں احترام انسانیت کی بات ہو تو میرے خیال میں

معاشرہ سدھر سکتا ہے۔اس طرح چوراہوں پر پھانسی دینے سے احترام انسانیت ختم ہوتا ہےاور معاشرہ brutalize ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی جو قانون موجود ہے اس میں اس offence, crime کی سب سے بڑی سزا، سزائے موت موجود ہے اور ہم اسے پوری طرح support کرتے ہیں۔ جہاں تک یہ چیز کہ وہ سزا سرِعام ہونی چاہیےجس کے لیے amendment propose کی گئی ہے، ہماری نظر میں وہ amendment درست نہیں ہے۔آج کل کے زمانے میں، آج کل کے معاشرے میں اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہماری نظر میں جو قانون موجود ہےاسے Senate Standing Committee on Law and Justice نے ہی pass کیا تھا، اس بات کی ضرورت ہے کہ investigation کواور مضبوط کیا جائے۔جب rape کا case عدالتوں میں آتا ہےتو اس کے procedure کو زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم اس پر concentrate کریں بجائے یہ کہ ہم اس کو demonstrate کریں کہ سزائیں عام ہونی چاہییں اور سڑکوں پر ہونی چاہییں، اس کے بجائے میرے خیال میں یہ two aspects ہیں جن پر ہمیں concentrate کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر طاہر بزنجو صاحب۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: شکریہ، جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا نظامِ انصاف حالیہ دھاندلی زدہ انتخابات کی طرح بہت بدحال ہے۔اگر آپ انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائیں تو شاید ان پھانسیوں کی نوبت نہیں آئے گی۔ ہمارے رفقاء نے بالکل درست فرمایا ہے کہ آپ مجرموں کی اصلاح کریں، آپ ان کی تربیت کریں، آپ ان کے لیے روٹی، کپڑااور مکان کا حل تلاش کریں۔ میرے خیال میں ہماری آبادی کی ایک بڑی اکثریت پہلے ہی اس نفسیاتی مرض کا شکار ہے۔ نہ گھر میں روٹی ہے، نہ کپڑا ہےاور نہ مکان ہے۔ میں بھی سرِعام پھانسی کے حق میں نہیں ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر سعدی عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے colleagues نے جو باتیں کی ہیں، میں انہیں endorse کرتی ہوں۔ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے، میں اس پر مزید یہی کہوں گی کہ میں اس Bill کو oppose کرتی ہوں۔ ایک ایسا Bill جو معاشرے کو brutalize کرے، یہ کسی طرح کے انصاف کی بات نہیں ہے، معاشرے کو اس طرف لے کر جانا کہ جس میں لوگوں کی زندگیاں مشکل ہوں۔ ہم نے اسی پاکستان میں دیکھا کہ سرِعام کوڑے لگائے گئے تھے اور دنیا بھر میں اس کا جو ردعمل تھا، وہ سب کو معلوم ہے۔اس لیے ایسے کام نہیں کرنے چاہییں جو معاشرے کو مزید بدنام کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

Senator Shahadat Awan

سینیٹر شہادت اعوان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں اس کمیٹی کا ممبر بھی تھا، کمیٹی میں شیری رحمان صاحبہ اور میں نے اس Bill کو oppose بھی کیا تھا۔ مشتاق صاحب نے کہا کہ حکومت کا view کیا ہے؟ اس report میں حکومت نے para 5 میں view دیا، Ministry of Human Rights, Ministry of Commerce, Ministry of Law and Justice, Ministry of Interior نے oppose کیا اور oppose کرنے کی اصل بات کیا تھی کہ Article 14 of the Constitution "dignity of a person" کہ ایک مرنے والے آدمی کی dignity کو violate کرتا ہے۔ میں نے اس report میں point out کیا تھا کہ اس issue کو بہت پہلے بھی لیا گیا،1994 میں سپریم کورٹ میں اس کو take up کیا گیا تھا، اس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ public hanging dignity of man کے خلاف ہے۔ 2019 میں reported case میں لاہور ہائیکورٹ نے کہا کہ یہ dignity of human rights کی violation میں ہے۔

جناب والا! میں کہوں گا کہ جہاں یہ مثال دی جاتی ہے جن ممالک میں public hanging ہے، وہاں crimes کا ratio کم ہے، جناب! وہاں کے معاشی حالات کو پیش نظر رکھنا پڑے گا۔ اگر اس طرح public hanging کی بات ہوتی تو ضیاء الحق کے دور میں میانوالی میں پپو کے case میں دوست محمد کو hanging ہوئی تھی تو پھر وہ continue رہتی۔ میرے

خیال میں تمام ایوان اسے oppose کر رہا ہے، یہ سزا رہنی چاہیے اور public hanging والی بات کی ہم سب مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر کامل علی آغا صاحب۔

Senator Kamil Ali Agha

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے خیال میں ایوان کی روایت ہے اور کسی بھی forum پر مباحثہ ہونا، argument ہونا اور اپنا مؤقف بیان کرنا، ہر کسی کا حق ہے اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ فیصلہ اتفاق رائے سے ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ voting کے ذریعے ہو۔ جو الفاظ استعمال کیے گئے ان پر میرا اعتراض ہے، یہ کہنا کہ دنیا میں کہیں نہیں ہے، یہ قطعی طور پر غلط ہے، یہ دنیا میں ہے، even America میں بھی death penalty by injection دی جاتی ہے اور اس کے بعد اس کی video جاری کی جاتی ہے، اس طرح یہ public hanging کا طریقہ ہو گیا اور یہ public domain میں آ گئی۔ سعودی عرب میں تو آج تک چل رہا ہے۔ کیا سنگسار کا concept publically نہیں ہوتا؟ سعودی عرب میں ابھی تک سزائے موت publically گلہ کاٹ کر دی جاتی ہے۔ وہاں جرائم کی ratio دیکھیں اور اپنے ملک میں جرائم کی ratio دیکھ لیں، اس میں اضافے کو دیکھ لیں، وہاں پر جرائم کی کمی دیکھ لیں۔ میرے خیال میں arguments تو یہی بنتے ہیں کہ heinous crimes میں تو dignity of person, کیا آپ یہ کہیں گے کہ اس آدمی کی کوئی dignity ہے جس نے اتنا heinous crime کیا ہے؟ ہم اس بات کو کیسے ثابت کریں گے کہ اس کا طریقہ dignified تھا؟ اس نے اتنا بڑا جرم کیا، ایک زندگی کو تباہ کر دیا بلکہ ایک خاندان کو تباہ کر دیا۔ اگر کوئی قتل کرتا ہے تو وہ ایک آدمی کو قتل کرتا ہے اور اگر کوئی زنا کرتا ہے تو وہ پورے خاندان کو برباد کر دیتا ہے، ان بچیوں کی شادیاں نہیں ہوتیں، ان کا مستقبل خراب ہو جاتا ہے۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنے دل سے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اس پر سوچیں تو ہم کبھی اس کو عیاشی قرار نہیں دیں گے، عرفان صدیقی صاحب! میرے محترم ہیں، میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اگر انہوں نے اس کو عیاشی کے الفاظ کہے۔ حضور پاک ﷺ کے دور میں جو سزائیں دی جاتی تھیں وہ عیاشی تھی یا آج سعودی عرب میں جو سزائیں دی جا رہی ہیں اور اس

کی implementation عیاشی ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ فیصلہ کچھ بھی ہو، majority جو فیصلہ کرے گی اسے ماننا پڑے گا لیکن آدمی کا مؤقف تو درست ہونا چاہیے۔ اگر مسلمان ہیں تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا مؤقف ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ آج دنیا میں یہ ہو رہا ہے، دنیا میں ہو رہا ہو گا، ساری دنیا مسلمان تو نہیں ہے، مسلمانوں کے اندر کیا ہونا چاہیے وہ دین کے مطابق ہونا چاہیے، قرآن کے مطابق ہونا چاہیے، احادیث کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہمیں کھلے دل کے ساتھ بحیثیت مسلمان اس پر غور کرنا چاہیے، محترم مشتاق صاحب نے جو amendment دی ہے، میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر ہمایوں مہمند صاحب۔

Senator Muhammad Hamayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ، جناب چیئرمین! وہ ایک شعر ہے کہ

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ابھی جو مشتاق صاحب کمیٹی سے بل پاس کروا کر لائے ہیں، یہ ایک طرح سے core problem کا solution ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پاکستان کے آئین کا Article 2 کیا کہتا ہے؟ وہ exactly یہ کہتا ہے کہ اسلام کی values کو ہم نے ساتھ لے کر چلنا ہے اور اس کی روشنی میں اپنے قوانین بنانے ہیں۔ میں بحیثیت science student باقی ساری چیزیں چھوڑ کر دنیا بھر کی statistics دیکھتا ہوں۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ دنیا میں crime کس جگہ اور کتنی مرتبہ ہو رہا ہے۔ میں rape کو ایک مثال کے طور پر دیتا ہوں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا کے کچھ ممالک میں rape report ہوتی ہے اور کچھ میں نہیں جبکہ پوری دنیا میں مسئلہ یہ ہے کہ rape incidents بہت کم report ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ متاثرہ عورت جو rape report کرتی ہے، اسے جس trial سے گزرنا پڑتا ہے، اس دوران اس کی بڑی تذلیل ہوتی ہے اور اس وجہ سے normally لوگ rape report نہیں کرتے ہیں۔ جب میں statistics دیکھتا ہوں تو سعودی عرب کا rape crime rate 0.3 per cent جبکہ so called Western World میں کسی جگہ 27 per cent تو کسی جگہ 145 per cent ہے۔ جب میں ایسے statistics دیکھتا ہوں تو مجھے یہ لگتا ہے کہ جہاں public hangings and

public punishment زیادہ ہے، وہاں crimes کم ہیں۔ اس کہ وجہ یہ ہے کہ جب تک آپ اس punishment کو نہیں دیکھتے، آپ کا deterrence پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جتنی بھی public punishments ہوتی ہیں، کوئی ان سے مکمل طور پر ٹھیک تو نہیں ہوگا لیکن اس سے ایک deterrence value create ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کے سامنے کسی کو پھانسی دی جا رہی ہے تو اسے دیکھنے کے بعد آپ کو وہ جرم کرنے سے پہلے دس دفعہ سوچنے پر مجبور کر دے گی۔ جو لوگ ایسے heinous crimes کرتے ہیں، ان کا ایک anger and background ہوتا ہے۔ جو طاقتور حلقے ہوتے ہیں، وہ legal loopholes کی وجہ سے ایسے crimes کر گزرتے ہیں کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ یہ laws انہیں favour کرتے ہیں۔ ابھی ہم murder rate بھی دیکھتے ہیں۔ Again ان ممالک میں جہاں public punishment ہے، وہاں as opposed to the Western World, there is significant low murder rate کیونکہ ان ممالک میں آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی طریقے سے بچ جائیں گے۔ جب میں بحیثیت science student, evidence دیکھتا ہوں تو وہ مجھے یہ بتاتی ہے جہاں public hanging کا قانون ہے، وہاں crime rate کم ہے۔ ہم یہ سنتے آ رہے ہیں کہ سعودی عرب جیسے ممالک جہاں چوری کرنے پر ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں، وہاں چوری کم ہے۔ Keeping Islam as the religion جو ہماری ساری چیزوں پر حاوی ہے، اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ public hanging غلط نہیں بلکہ صحیح ہے، شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں تمام سیاسی پارٹیوں کا point of view آ چکا ہے۔ بس سینیٹر مشتاق احمد ان کا جواب دیں۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب ایک منٹ۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی سینیٹر کامل علی آغا صاحب نے میرے بارے میں یہ کہا کہ میں نے شاید اسلامی سزاؤں کے متعلق بات کی ہے یا عیاشی کا لفظ استعمال کیا ہے یا عربوں کے دور میں دی جانے والی اسلامی سزاؤں کا حوالہ دیا ہے۔ میرے خیال میں پورے ایوان نے میری گفتگو سنی ہے اور وہ recorded ہے۔ میں نے عیاشی کا لفظ استعمال نہیں کیا، میں

نے اسلامی سزاؤں کے حوالے سے کوئی remarks نہیں دیے اور نہ ہی میں نے عربوں کے قدیم روایات کے متعلق کچھ کہا۔ لہٰذا میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا، شاید وہ میری تقریر نہیں سن سکے یا سن سکے ہیں تو جو الفاظ میں نے ادا کیے تھے، بیچ میں اتنا فاصلہ طے کرتے ہوئے کسی اور طرح ان تک پہنچے ہوں گے۔ میں نے ایسے کوئی بات نہیں کی ہے، شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes, honourable Senator Mushtaq Ahmed.

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! میں نے تمام معزز ممبران کی باتیں تفصیل سے سنی اور ان کے notes بھی لیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو گفتگو یہاں ہوئی ہے، ان میں بنیادی issue کو address نہیں کیا گیا بلکہ جو دیگر aspects تھے، ان پر بات کی گئی۔ اس بات پر کسی کو اختلاف نہیں کہ معاشرے کی اصلاح کے لئے سزا صرف ایک factor ہے اور یہ total نہیں ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے نظام تعلیم، خاندان کا نظام تربیت، training of law enforcement agencies, judicial system, حکومتی نظام اور آخر میں in public دی جانے والی سزائیں تاکہ وہ deterrence کا کام کر سکیں۔ یہ معاشرے کی اصلاح کے لئے ایک پورا پیکج ہے۔ جب تک یہ پورا پیکج نہیں ہوگا، معاشرہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ صرف ایک کام پر اکتفا نہ کریں بلکہ تمام کو دیکھیں۔ یہ ایک factor ہے، اسے بھی آنے دیں۔ ہم پچھلے پچھتر سالوں سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا تعلیمی نظام اور law enforcement agencies یہ سب کچھ produce نہیں کر رہے ہیں۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں کہ ہمیں یہ سب کچھ comprehensively کرنا چاہیے اور یہ اس کا ایک جز ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کہتے ہیں کہ جیل کو تربیت گاہ بنائیں۔ آپ کو کس نے جیلوں کو تربیت گاہ بنانے سے روکا ہے؟ انہیں ضرور بنائیں۔ اگر نہیں بنایا ہے تو یہ حکومتوں کی ناکامی اور نااہلی ہے کہ وہ جیلوں کو crime centre تو بنا چکے ہیں لیکن انہیں اصلاح اور تربیت کا مرکز نہیں بنا سکے۔ اس پر کسی کی کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ تیسری بات کہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے سفاکی بڑھے گی۔ سفاکی تو پہلے سے بڑھ چکی ہے۔ میں تو public hanging کو as a deterrence استعمال کرکے اس سفاکی اور ظلم و وحشت کو روکنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے بچوں اور بچیوں کو بچانا چاہتا ہوں۔ میں اس کے بعد آپ کے

سامنے دو رپورٹ پیش کروں گا۔ پہلی رپورٹ خیبر پختونخوااور دوسری رپورٹ پاکستان کے متعلق ہے اور پہلے چھ ماہ کی ہے اور recent ہے۔ اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کے معاشرے میں وحشت اور درندگی ہے اور یہ ایک بہت بڑے پیمانے پر موجود ہے۔ جب تک آپ public hanging نہیں کریں گے، یہ deterrence کے طور پر کام نہیں کرے گا۔

چوتھی بات یہ کہ یہ dignity of man کے متعلق ہے۔ کیا زینب کی کوئی dignity نہیں تھی؟ وہ ماں جس کا موٹر وے پر اس کے بچوں کے سامنے ریپ کیا گیا، کیا ان کی کوئی dignity نہیں تھی؟ کیا dignity صرف مجرم کی ہو گی اور جو ظلم کرتے ہیں، ان کی ہو گی۔ Dignity سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ان کے لاش کی توہین کریں۔ مجھے سینیٹر کامل علی آغا سے مکمل اتفاق ہے کہ آپ جسے تہذیب کے معراج پر سمجھتے ہیں، وہاں پر بھی ایسے جرائم کے لئے public execution ہے۔ زہر کے انجیکشن لگا کر اس کی ویڈیو بنائی جاتی ہے اور پھر پوری دنیا کو دکھایا جاتا ہے۔ یہ پوری انسانیت کو دکھایا جاتا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے مختصراً دو رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ پہلی رپورٹ خیبر پختونخوا کی ہے اور یہ پچھلے پانچ سالوں کی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں وہاں 1,122 rape cases ہوئے ہیں۔ 581 مجرموں میں سے 494 مجرم بری ہو گئے۔ صرف 87 کو سزائیں دی گئی ہیں۔ خواتین کے ساتھ ریپ کرنے والے 341 ملزم بری ہوئے ہیں اور صرف 23 کو سزا ہوئی ہے۔ بچوں کے ساتھ ریپ کرنے والے 153 ملزم بری ہوئے ہیں اور صرف 64 کو سزا ہوئی ہے۔ Sahel جو ایک independent NGO ہے، سال 2023 کی اس کی پہلے چھ ماہ کی رپورٹ ہے کہ ہر دن 12 بچوں کے ساتھ جنسی درندگی ہوتی ہے۔ وحشت اور سفاکیت تو آپ کے معاشرے میں ہے۔ یہ معاشرہ تو جنگل بن چکا ہے۔ یہاں بچے اور بچیاں محفوظ نہیں ہیں۔ 2023 کے پہلے چھ ماہ میں 2,277 بچوں کے ساتھ ریپ ہوا ہے جن میں 6 سال سے 15 سال تک کی لڑکیوں کی تعداد 457 اور 6 سال سے 15 سال کے لڑکوں کی تعداد 553 ہے۔

جناب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون ایک deterrence کے طور پر کام کرے گا۔ یہ لازمی نہیں ہے کہ آپ public hanging D-chowk پر دیں۔ میں آپ کو یہ ضمانت دیتا ہوں کہ اگر آپ چاروں provincial capitals and Federal capital میں ایک، ایک public hanging کریں تو چھٹے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ پاکستان میں پھر کوئی ہمارے

بچوں، بچیوں اور ماؤں کو ہاتھ بھی نہیں لگاسکے گا۔ آپ پہلے ہمت تو کریں۔ صرف ایک، ایک public hangings, Federal Capital and four provincial capitals میں کریں تو اس کے بعد میں لکھ کر دیتا ہوں کہ مزید public hangings کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کے بچے، بچیاں، خواتین اور مائیں اس درندگی سے محفوظ ہو جائیں گی۔ روزانہ 12 بچوں کے ساتھ جنسی درندگی ہوتی ہے، ہم کہاں رہ رہے ہیں۔ اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ اس کو اس angle سے نہ دیکھا جائے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے شریعت میں جتنی بھی سزائیں دی ہیں، publicly دی ہیں، شریعت کی جتنی بھی سزائیں ہیں، publicly ہیں۔ پاکستان کے آئین کا Article 2(a) قرارداد مقاصد کا ایک جز ہے، ایک لازمی جز ہے۔ اس لئے اس دستور کا تقاضا ہے کہ ہم یورپ سے نہ ڈریں، امریکہ سے نہ ڈریں، کچھ نہیں ہوتا، ایران کے ساتھ کچھ نہیں ہوا، کیوبا کے ساتھ کچھ نہیں ہوا، کوریا کے ساتھ کچھ نہیں ہوا، کوئی آپ کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے اقدار کے ساتھ اپنے بچوں اور بچیوں کو محفوظ کرلیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ اس میں ساری بحث مباحثہ ہو گئی ہے، پورے ایوان نے کرلی ہے،

let me put it to the House.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! میں نے سب کو بولنے کا موقع دیا ہے، آپ لیٹ آئے ہیں۔ تقریباً بیس بندے بول چکے ہیں۔ جی مولانا فیض محمد صاحب۔

<u>Senator Molvi Faiz Muhammad</u>

سینیٹر مولوی فیض محمد: (عربی) جناب چیئرمین! اللہ پاک کے کچھ احکام ایسے ہیں، جن کا نام 'حدود اللہ' ہے۔ اللہ نے جو حدود قائم کی ہیں کہ چور کی سزا کیا ہو، زانی کی سزا کیا ہو، قاتل کی سزا کیا ہو، قرآن و حدیث اور ہمارے دستور میں یہ چیز موجود ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ مجرم کو سزا دو، جہاں الفاظ ہیں کہ (عربی) لوگوں کے سامنے یہ سزا دی جائے تاکہ اوروں کے لئے عبرت ہو۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ سزا عوام کے سامنے دی جائے۔ چھپا کر کرنا اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ یہ سرعام ہونی چاہییں، چوکوں پر ہونی چاہییں، قرآن کی رو سے۔

Mr. Chairman: Thank you. Let me put it to the House. It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جی vote کروالوں؟ جو اس motion کی favour میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ جی count کریں پلیز۔

(Count was made)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جو اس motion کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ پلیز count کریں۔

(Count was made)

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ جی motion کی favour میں 14 votes آئے ہیں اور اس motion کے against 24 votes آئے ہیں، So the motion is rejected.

Mr. Chairman: Order No. 20, honourable Senator Mushtaq Sahib, please move Order No. 20.

The Pharmacy (Amendment) Bill, 2023

Senator Mushtaq Ahmed: Mr. Chairman! Thank you. I, Senator Mushtaq Ahmed, move that the Bill further to amend the Pharmacy Act, 1967 [The Pharmacy (Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable Minister for Parliamentary Affairs.

جناب مرتضٰی سولنگی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب، ہم oppose نہیں کرتے۔

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pharmacy Act, 1967 [The Pharmacy

(Amendment) Bill, 2023], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Second reading of the Bill, Clauses 2 to 23, the question is that clauses 2 to 23 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 23 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title stand part of the Bill. Order No.21, Honourable Senator Mushtaq, please move Order No. 21.

Senator Mushtaq Ahmed: Mr. Chairman! Thank you. I, Senator Mushtaq Ahmed move that the Bill further to amend the Pharmacy Act, 1967 [The Pharmacy (Amendment) Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pharmacy Act, 1967 [The Pharmacy (Amendment) Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted, and the Bill stands passed unanimously.

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Pharmacy Act, positive direction میں ایک بہت بڑا jump ہے۔ Pharmacy Act میں پچپن سال کے بعد ترمیم آئی ہے۔ اس سے پاکستان میں health delivery system بہت بہتر ہو جائے گا۔ اس سے Pharmacy Council مزید autonomous ہو جائے گی۔ اس سے Pharmacy کی تعلیم کا

standard مزید بڑھ جائے گا اور اس کے نتیجے میں آپ پاکستان سے بہت ہی trained قسم کے لوگ باہر بھیج سکتے ہیں جس سے پاکستان کو remittances کی صورت میں فائدہ ہوگا۔ پچپن سال کے بعد Pharmacy Act میں بڑی comprehensive ترامیم ہو گئی ہیں جس سے Pharmacy and Health delivery system پر اور پاکستان پر اور عوام کی صحت پر بڑے دور رس اور مثبت اثرات پڑیں گے۔ میں آپ کا اور پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. Order No. 22 stands in the name of Honourable Senator Muhammad Abdul Qadir, please move the Resolution.

Resolution moved by Senator Mohammad Abdul Qadir recommending to the HEC to develop guidelines for all the universities to update the syllabus of their MPhil and PhD programme and align it with modern scientific requirements.

Senator Muhammad Abdul Qadir: *Bismilla Hirrahman-irraheem*. I, Senator Muhammad Abdul Qadir move the following Resolution.

"Acknowledging the fact that Quran is a universal book which is relevant for all times and all places and is a source of eternal guidance for humanity and provides not just a way of life but serves as a book of syllabus for human life. Realizing the fact that this Holy Book helps mankind to come out of darkness and move into realm of light and that modern research, science and technology are derived from this Universal source of human guidance.

Noting that the western nations are acknowledging the fact that the mysteries of the universe can be revealed throught the guidance of the Holy Quran. Therefore, it is incumbent upon every Muslim to read and reflect on the message of the Holy Quran and

follow the teachings of the Holy Quran in their practical lives.

Noting that the wisdoms of the Holy Quran paves the way for a scientific revolution in the fields of medicine, artificial intelligence, robotics, space research genetics, thermodynamics, laser and hydrogen fuel cells and other areas.

Observing with a serious concern that M.Phil and Ph.D programmes of various varsities are confined to imparting conservative knowledge of Islam and history.

Realizing the need that M.Phil and Ph.D programme in Islamic studies should be aligned with modern thinking originating from the Holy Quran.

The Senate of Pakistan, therefore, resolves that all universities of Pakistan should revise their MPhil and PhD programmes and align them with the requirements of the modern times which are truly based on research, critical thinking, scientific approach and practical application of Quranic knowledge.

The Senate of Pakistan also recommends to the Higher Education Commission of Pakistan to develop guidelines for all the universities of Pakistan to update the syllabus of their M.Phil and Ph.D programmes and align it with modern scientific requirements."

جناب چیئرمین! یہاں لفظ syllabus سے مراد synopsis and research اور topics ہیں کیونکہ PhD level پر syllabus تو نہیں ہوتا لیکن ان کے topics and research ہوتی ہے کہ وہ research کیوں کر رہے ہیں، پہلے جو research ہو چکی ہے اس پر اب انہوں نے کیا نئی چیز اور اپنا نکتہ خیال دیا ہے۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable Minister for Parliamentary Affairs.

جناب مرتضٰی سولنگی: نہیں جناب۔

Mr. Chairman: Now I put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Order No. 23.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی، تنگ نہ کریں، بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی بتائیں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: اس ایوان میں پھر لوگ یہ کہیں کہ سینیٹر تنگی نے جیب سے قرارداد نکال کر پیش کی۔ قرارداد ایجنڈے پر نہیں آئی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ اگلے پیر والے دن میری قرارداد ایجنڈے پر آجائے تاکہ تمام ساتھی اسے پڑھیں، بے شک مخالفت کریں یا حمایت کریں لیکن میں چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اگلے پیر کو بہرہ مند تنگی صاحب کی قرارداد لگادیں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: شکریہ۔

Mr. Chairman: Order No. 23 stands in the name of Senator Dr. Humayun Khan Mohmand, please move the motion.

<u>Motion under Rule 218 moved by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding the pressing issue of water resources, floods and water mismanagement in Pakistan</u>

Senator Muhammad Humayun Mohmand: I would like to move that the House may discuss the pressing issue of water resources, floods, and water mismanagement in Pakistan, especially in light of the recent devastating floods in 2022 and in 2010.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سینیٹ آف پاکستان نے پانی پر ایک Caucus بنایا ہے۔ اس پر IPU نے بھی ہمیں recommend کیا تھا اور یہ ایوان میں لکھ لیں کہ یہ continuously اپنا کام کرتا رہے گا۔ شکریہ۔ جی۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ، جناب چیئرمین! اس طرح ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہم لوگوں نے بڑے عرصے سے اسے proper طریقے سے address نہیں کیا۔ اس کا impact پورے پاکستان پر one way or another ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے پاس پانی لے کر آئے۔ یہ یاد رکھیں کہ اس وقت global warming کی وجہ سے پاکستان اور پوری دنیا پر جو impact ہو رہا ہے، glaciers پگھل رہے ہیں، پانی کی قلّت ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کا نام ان سترہ ممالک میں ہے جہاں پانی کی جو قلّت ہو گی اور آگے مستقبل میں آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جو climate change آ رہا ہے، اس کی وجہ سے ہم نے دیکھا ہے کہ flash floods کی وجہ سے کتنا نقصان ہو رہا ہے۔ اس چیز کے لیے اگر ہم نے future کو address کرنا ہے تو ہم نے آج اپنی thinking change کرنی ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ change your thoughts and you will change your world. ہم اپنی destiny بدل سکتے ہیں اگر آج ہم اپنی سوچ بدل دیں۔

ترقی یافتہ ممالک نے آبی وسائل پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے ضائع ہو جانے والے پانی کی حفاظت کے لیے بندوبست کرتے ہوئے موزوں جگہوں پر ڈیم بنائے ہیں۔ ڈیم بنانے کے بعد وہ آج micro level پر پانی کے ایک ایک قطرے کو process کرکے استعمال کرتے ہیں۔ منصوبے بناتے ہیں اور اس کو اپنے ملک کے لیے utilize کرتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمالیہ کے ایک طرف ہمارا Indus Basin ہے، ایک طرف گنگا ہے اور ایک طرف China کا yellow river ہے لیکن۔۔۔

Mr. Chairman: Order in the House please.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: مگر ہم لوگوں کی نالائقی دیکھیے کہ اس کے باوجود ہمارا شمار ان 17 ممالک میں ہوتا ہے جہاں پانی کے crises ہونے والے ہیں۔ اس لسٹ میں Nigeria and Egypt نہیں ہیں جہاں کا زیادہ تر علاقہ deserts ہیں۔ ہمیں یہ یاد کرنا چاہیے کہ ہم تقریباً 30

to 50 million cusec feet water سمندر میں بہا دیتے ہیں، اس کا استعمال نہیں کرتے حالانکہ قدرت نے پاکستان کو دریائے سندھ کی صورت میں ایک بہترین اثاثہ دیا ہے جو شمال سے جنوب کی طرف ایک gravitational flow کے طریقے سے جاتا ہے تو چاروں صوبوں کو سیراب کرتا ہوا جاتا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم نے ان قدرتی وسائل کو کبھی proper طریقے سے plan کرکے استعمال نہیں کیا ہے۔

اگر ہم 1975 to 2000 and 2001 to 2020 تک اس کو assess کریں تو صرف دریائے سندھ کے پانی میں 8.89% کی کمی آئی ہے، دریائے جہلم میں 16.5 % کی کمی آئی ہے اور دریائے چناب میں 17.7 % کی کمی آئی ہے۔ تو سوال اٹھتا ہے کہ اس میں پانی کی کمی کیوں آئی ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ انڈیا جو upper riparian میں ہے، انہوں نے پاکستان کے اس حصے پر کوئی ایسے منصوبے بنادیے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کے حصے کا پانی کم ہوگیا ہو۔ اب اس کا جواب تو water commissioner ہی دے گا لیکن پاکستان کا جو Indus Basin ہے یہ وہ خطہ ہے جو آبی وسائل سے ایک امیر ترین ملک ہے لیکن واپڈا کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس 145 million cusec feet water ہے جس میں سے صرف 102 or 105 million cusec feet water استعمال کر سکتے ہیں اور اس میں سے ہمارے پاس جو 83 million acre area ہے اس میں سے صرف 40 million acre area کو ہم سیراب کر سکتے ہیں۔ جب دنیا کے لحاظ سے ان کو compare کرتے ہیں تو Aswan Dam جو River Nile, Egypt میں ہے ان کے پاس صرف 49 million cusec feet water available ہے اور وہ اس سے 37 million cusec feet water اپنے کسانوں کو دیتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ اس سے 83 million acre area کو آباد کرتے ہیں۔ اگر ہم دیکھیں کہ ہم ان کا one-third پانی استعمال کرتے ہیں اور جتنا ہمارے پاس ہے ہم ان سے 50 % کم area کو آباد کرتے ہیں۔ اگر اس طریقے سے استعمال کریں تو جتنا ان کے پاس ہے تو ہم at least 600 times زیادہ اپنی زمین آباد کر سکتے ہیں، تو اتنی ہماری نااہلی ہے۔ اب سوچیے اگر ہم 83 میں سے 40 تو کر لیتے، اگر 43 million acre area کو آباد، زیرآب اور fertile کرلیں تو آپ سوچیں جو ہم صرف cotton کی مد میں import کرتے ہیں، اس

میں کتنا زرمبادلہ بچا سکتے ہیں۔

یہ یاد رکھیں جب ہمارے پاس flood آتا ہے تو اکثر ہم کہتے ہیں کہ India نے پانی چھوڑ دیا ہے، ہمیں نہیں پتا کہ 2010 کا جو flood آیا تھا اس میں 43 billion dollar کا نقصان ہوا تھا اور 1781 لوگ شہید ہوئے تھے۔ کیا اس کی وجہ ہماری اپنی کوتاہی تھی یا ویسے ہی ہم India کے حوالے سے بیان بازی کر دیتے ہیں تو ہمیں یہ بھی نہیں پتا۔ یاد رکھیے جب میں اس کو translate کرتا ہوں in term of finances میں تو one million cusec feet water اس کی قیمت تقریباً 2 billion dollar کے قریب ہوتی ہے، تو جب ہم 30 to 50 million cusec foot water کی بات کرتے ہیں تو ہم 32 to 100 billion dollar کی بات کرتے ہیں۔ جناب! مجھے time دیں یہ بہت important ہے۔

جناب چیئر مین: بہت important ہے، باقی ساتھی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! کوئی بات نہیں، اس کے بعد صرف ایک agenda item ہے، ہمارے پاس بہت time ہے۔ ہمیں ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: مہمند صاحب! مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ نے نیچے سے چلانا ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: اگر ہم اس پانی کو proper طریقے سے استعمال کریں تو ہم کراچی کے ساحلی علاقے جو تقریباً 7 lac hectare area ہے، ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں اور Indus Delta میں بہترین قسم کا جھینگا ہو سکتا ہے، اس کی قیمت تقریباً 56 thousand dollar per acre کے حساب سے ہے، اگر ہم total کریں تو ہم تقریباً 37 billion dollar کی economy پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم total کر لیں یہ over 100 billion dollar a year ہے اور ہم اس کو استعمال نہیں کر رہے۔

نیپرا یہ کہتا ہے کہ پاکستان میں جو Hydel Electricity ہے، ہمیں 1.2, 1.3 cents per unit کے حساب سے پڑتی ہے لیکن ہم جو overall بجلی استعمال کر رہے ہیں وہ تقریباً 13 cents per unit کے لحاظ سے ہمیں پڑ رہی ہے اور اگر ہم اس میں line losses and generation cost include کریں تو یہ 20 cents ہوتا ہے۔ ہمارے ارد گرد خصوصاً طور پر انڈیا کو دیکھیں تو وہ 9.5 cents پر بجلی استعمال کر رہے ہیں، ہم ان

سے کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں؟ سندھ کو پنجاب سے شکایت ہے، جب سندھ پانی کی demand کرتا ہے تو گڈو سے تقریباً 350km دور چشمہ ہے وہاں سے پانی release ہوتا ہے جس کو پہنچنے میں سات دن لگتے ہیں، اس کے درمیان میں بہت سارے tube wells لگے ہوئے ہیں جو پانی کم کر دیتے ہیں، جب وہاں پر پانی پہنچتا ہے تو پانی اس کے حساب سے کم ہوتا ہے، وہ پھر بلوچستان کا حصہ بھی cut کر دیتے ہیں۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں، قصور صرف درمیان میں بیٹھی ہوئی management کا ہے لیکن بلوچستان بھی خفا ہے، سندھ بھی خفا ہے، پنجاب کے اوپر ایک بار ہوا تھا تو پنجاب بھی خفا۔ اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اگر کوٹ مٹھن کے مقام پر جہاں پنجند دریا آکر ملتا ہے، وہاں پر اگر ہم ایک بیراج بنادیں تو یہ سات دنوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل کر سکتے ہیں جس سے سندھ کو پانی پورا ملے گا اور جو پٹ فیڈر کینال ہے جو بلوچستان کو جاتا ہے، ہم پٹ فیڈر کو direct پانی دے سکتے ہیں، اس سے بلوچستان کو بھی پانی پورا ملے گا اور اس سے تینوں صوبوں کے درمیان کی لڑائی ختم ہو جائے گی۔ اب ہم خیبر پختونخوا کی بات کرتے ہیں، ہم خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع کی بات کر لیتے ہیں، وہاں پر تقریباً ساڑھے چودہ لاکھ ایکڑ رقبہ جو بنجر ہے، اس کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم اس کے لیے lift irrigation system کر رہے ہیں، آپ سوچیں اس کے لیے جو machinery اور جو بجلی استعمال ہوگی۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ gravitational flow میں 500 روپے per million acre کے رقبے کو کرتے ہیں اس کو آپ 1500 روپے پر لے کر جاتے ہیں، یہ تین گنا مہنگا ہو جاتا ہے۔ آج کل کے دور میں تو لوگ پہاڑوں میں سے ٹنل نکال کر یہ پانی لے کر جاتے ہیں ہم کن چکروں میں پڑے ہوئے ہیں I am sure اس میں کسی کا interest ہوگا، ہمیں اس چیز کو بھی دیکھنا ہوگا، ہمارے پاس پوٹھوہار کا علاقہ ہے، وہاں پر۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! ایک منٹ صبر، صبر کریں جناب والا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ابھی آپ صبر کرلیں تو بہتر ہے، شکریہ۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! یہ بہت Important ہے۔

جناب چیئرمین: اٹھارہ منٹ ہو گئے ہیں، ڈاکٹر صاحب مجھے پتا ہے یہ بہت important ہے، آپ پہلے rule تو پڑھ لیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! صرف پانچ منٹ دیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب rule پڑھ لیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! پانچ منٹ اور دیں۔

جناب چیئرمین Rule پڑھ لیں، first you have to read the rule.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! صرف پانچ منٹ دیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ جناب چیئرمین! دیکھیں ہمارے پاس پوٹھوہاری علاقہ ہے ہم وہاں پر ڈیم نہیں بنا سکتے لیکن we can check dam soils and delay actions کر سکتے ہیں، بارش کا پانی جگہ جگہ کھڑا ہوتا ہے، ہمارے گھر تباہ ہوتے ہیں، ہماری سڑکیں تباہ ہوتی ہیں، ہم اس کو address کر سکتے ہیں، اس میں ہم چھت والے پانی کو استعمال کر سکتے ہیں، اس کے بعد ہم نیچے land پر بنا سکتے ہیں، ہم underground بنا سکتے ہیں اور سب سے بڑی بات ہم ,recharge جو زمین کو recharge کرتی ہے وہ wells بنا سکتے ہیں اور اس میں خصوصاً طور پر وہ industries جس میں چمڑا، ٹیکسٹائل انڈسٹری اور sugar industry ہے جو پانی زیادہ utilize کرتی ہیں، ان کے ذمہ لگا سکتے ہیں، جس جگہ پر ہے وہاں پر آپ ایک قسم کی soaking pit type کی چیز بنا لیں زیادہ پیسے بھی نہیں لگتے آپ کے پانی کو recharge کرلے گی۔ ایک بات یاد رکھیں اس میں ہم مختلف جگہوں پر offline storage اور خاص طور پر مصنوعی جھیل بنا کر، اس جگہ پر picnic spots, water sports اور باقی چیزیں بھی کر سکتے ہیں لیکن ایک اور چیز ہے جیسے ہم لوگوں نے solar energy کیا ہوا ہے، ہم اسی طریقے سے wet metering کر سکتے ہیں، وہ ساری industries جو پانی کو چوستی ہیں ان کے لیے پانی کی wet metering بھی کر سکتے ہیں لیکن اصل مسئلہ جس پر میں آنے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ جو بھاشا ڈیم پر 50 million cusec فٹ پانی ہے، تربیلہ پر 60million ہے اور کالا باغ کے مقام پر 90million ہے۔ ہم اگر ان چیزوں کو دیکھیں جو بارش کا پانی ہے ہم اس کو کیسے control کر سکتے ہیں؟ سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ project جو پورے ملک کو پانی دے سکے، وہ کیوں نہیں؟ وہ project جو بیس لاکھ ایکڑ زمین

پانی 11 million cusec جو project وہ کیوں نہیں؟ وہ کیوں نہیں؟ کو سیراب کرسکے، وہ کیوں نہیں؟
کو monitor and control کرسکے اور وہ علاقے جن میں تھر اور چولستان کے علاقے ہیں ان کو دے سکیں، ہم کیوں نہیں کرسکتے؟ آبی وسائل جو سائنس سے وابستہ ہیں وہ کبھی چھوٹے ڈیم کی بات نہیں کریں گے پوری دنیا میں سارے بڑے ڈیم کے projects کو استعمال کرکے چھوٹے ڈیم پر آئے ہیں، ہمارے پاس ابھی بھی ایسے علاقے ہیں جہاں پر بڑے ڈیم بن سکتے ہیں۔ ہم دیکھیں یہ کس جگہ پر ہوسکتا ہے؟ دریاء جہلم پورا controlled ہے، دریائے سندھ پر ایک ایسا area ہے جہاں پر ہم اس پانی کو کسی حد تک قابو میں کرسکتے ہیں وہ کالا باغ کا area ہے۔ اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ جناب والا! ایک چیز سن لیں، اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ اصل میں کالا باغ سے دو نہریں نکلتی ہیں، ایک نہر جنوبی خیبر پختونخوا کی طرف جاتی ہے اور دوسری رسول لنک نہر کے ذریعے سے دریائے جہلم تک پہنچایا جائے گا۔ مسئلہ یہ ہے دریائے جہلم پر جو منگلا ڈیم ہے اگر ہم روہتاس بناتے ہیں، یہ پانچ سالوں میں ایک بار بھرتا ہے، اس project سے یہ ہر سال بھرے گا، یہی نہیں بلکہ چناب، جہلم کی ضرورت پوری کرنے کے بعد، دریائے چناب پر چنیوٹ کے مقام پر 1.8 million cusec feet کا ڈیم بنا کر پانی کو ہم ادھر بھی ذخیرہ کرسکتے ہیں جو سارے صوبوں کو ملے گا۔ آپ یہ یاد رکھیں اب ہوگا کیا، منگلا مرالہ لنک نہر جو ہے براۓ راوی دریائے ستلج پر ہیڈ سلیمانکی مقام پر پہنچایا جاسکتا ہے، وہاں سے صادقیہ کینال کی توسیع کرکے فاضل پانی کو بہاولنگر ضلع کی تحصیل فورٹ عباس کے جنوب میں مروٹ کے مقام پر پہنچایا جاسکتا ہے اور جہاں سے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ
looks like a water engineer designing the Dams today.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: صدیوں پرانا جو دریائے ہاکڑہ ہے، اگر اس کو پانی دیں، اس سے آپ کا چولستان اور پورا تھر سیراب ہوسکتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! آخری دو تین منٹ ہیں۔

جناب چیئرمین: آخری دو تین منٹ؟

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بس مجھے ختم کرنے دیں۔ سیلابی پانی کی شدت بھی بڑی حد تک استعمال ہو سکتی ہے، اس سے بجلی بھی بن سکتی ہے۔ اب آخری چیز، آخری بیس سیکنڈ۔ اس سے یہ ہوگا جو دریائے سندھ سے پچیس تیس کلومیٹر اوپر سندھ بیراج ہے، اس سے پورے کراچی اور ساحلی علاقوں کو میٹھا پانی بھی دے سکتے ہیں and last but not the least سندھ والوں کو جو مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم پانی نہیں چھوڑتے تو وہاں پر land erosion ہو رہی ہے، جناب والا! ہم وہاں پر جیسے Holland میں ہے ہم ویسے dyke بنا سکتے ہیں، اس dyke سے کیا ہوگا؟ آپ کی land erosion ختم ہو جائے گی، اس کا دوسرا فائدہ کیا ہوگا؟ آپ کا delta زیادہ زرخیز ہو جائے گا، وہاں پر جھینگا بہتر طریقے سے ہوگا۔ ان سب چیزوں کو جب ہم کرنا شروع کریں گے تو پاکستان کا future secure ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں یہ سب چیزیں اتنی important ہیں اور خاص طور پر میری آپ سے یہ request ہے کہ ہم سب لوگوں کو اور scientific لوگوں سے مل کر کالا باغ ڈیم پر ایک بار کمیٹی میں بیٹھ کر with open mind and open heart discuss کریں، ہم سارے اسی گھر میں رہتے ہیں، ہم سارے اسی جگہ پر رہتے ہیں، اس سے کسی کو نقصان نہیں، ہر چیز کا حل ہے، لیکن ہم اس کو حل کے بغیر کرنا شروع کر دیں، یہ بہت بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ جب میرے کمرے میں پانی آتا ہے، میں overhead tank ختم کر دوں، یہ بہت بڑی دانشوری نہیں ہے، میں as a Pakistani آپ سے request کرتا ہوں کہ ہر اس پاکستانی کی بات کریں جتنا صوبہ سندھ میرا ہے اور اتنا ہی صوبہ خیبر پختونخوا میرا ہے اور اتنا ہی صوبہ بلوچستان ہے چاہے صوبہ خیبر پختونخوا ہو ہم سارے مل بیٹھ کر اس پر دوبارہ debate کر لیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ معزز سینیٹر روبینہ خالد، معزز وقار مہدی، معزز سینیٹر دلاور خان نہیں ہیں؟ سینیٹر ثنا جمالی صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مولانا فیض محمد صاحب آپ اپنی باری پر بات کریں گے، مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

Senator Sana Jamali

سینیٹر ثنا جمالی: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ we have been working on this water Committee since last six yearsانہوں نے بڑا اچھاaspectاٹھایا ہے۔

جناب چیئرمین: جی بہت بڑاaspectاٹھایا ہے۔

سینیٹر ثنا جمالی: ایک ایک چیز کوbriefکیا ہے، کیوں کہ water is life, this world revolved around water, food and health security, ہم 2010سیلاب کے sufferer ہیں، ہم 2022سیلاب کے sufferer ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اپنا water system monitor and control کرنا پڑے گا۔ ہم اسلام آباد والے دو مہینوں سے پریشان تھے کیوں کہ بارش نہیں ہوئی ہے، آج جب بارش ہوئی ہے تو ہم خوش ہیں، معزز سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب نے کہا کہ glaciers melt ہو رہے ہیں، آپ 56 centigrade temperatureوالے بندے سے پوچھیں، 2010 میں اگر بند نہیں توڑا جاتا تو ہم 2022 میں بھیsufferer نہیں ہو سکتے تھے۔

جناب چیئرمین! IRSA Act, 1992کے تحت water should be distributed according to the population. بلوچستان کی populationاُس وقت بہت کم تھی اور اُس وقت 6 کیوسک سے پانی 18 ہزار کیوسک پر تھا۔ بلوچستان میں پانی کا ایک ہی میگا پروجیکٹ کچھی کینال ہے۔ یہ منصوبہ 1999 میں شروع ہوا تھا۔ اس منصوبے میں ہوا کیا؟ آپ دیکھیں اس کے بعد 2001 میں، 2002 میں اور آج 2023 بھی گزر چکا ہے ابھی تک اس کا صرف پہلا فیز مکمل ہوا ہے۔ اسٗ منصوبہ کی تکمیل سے 7 ہزار لوگوں کا گھر آباد ہو گا۔ اس منصوبے کے تحت ہر گھر میں لوگوں کو 10,000 روپے ہر مہینے فراہم کیے جائیں گیں۔

جناب چیئرمین! میں پوچھتی ہوں ہم کیوں اسلحہ اٹھائیں اگر ہمیں پانی دیا جائے۔ کوئٹہ کا water tableآپ کے سامنے ہے۔ چاغی کاwater tableآپ کے سامنے ہے۔ کراچی کے ٹینکر مافیا کا کردار سب کو معلوم ہے اور عوام کو15,000 میں پانی کا ایک ٹینکر ملتا ہے۔ یہ ایوان بالا

ہے جو کہ فیڈریشن کی ایک علامت ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ ہم MNAs کا سارا PSDP بند کریں اس ملک کے لیے ہم health پر کام کریں اور اس کے علاوہ ہم water crisis پر کام کریں۔ جناب والا ! ہوتا کیا ہے کہ اگر اسلام آباد lodges میں ایک دن پانی کی فراہمی رک جاتی ہے تو ہم کیسے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! 2022 کے floods میں 20,000 سکولز سندھ میں متاثر ہوئے اور یہ تمام اسی rainfall کی وجہ سے ہوا۔ 160 سکولز جعفرآباد میں affected ہوئے ہیں۔ جنوری تک پانی کا نکاس نہیں ہوا تھا۔ ہوا کیا؟ آپ دیکھیں یہی پانی پہلے ڈیرہ بگٹی آیا پھر صحبت پور آیا جو کہ آپ نے visit بھی کیا تھا اور وہی پانی اوستہ محمد آیا اور پھر Saifullah and then Shakh لاڑکانہ گیا۔ we are the sufferers اس الیکشن میں ہمارے پاس voters نہیں تھے because they all were migrated جب آٹھ آٹھ مہینے تک ہمارے پاس پانی نہیں ہوگا تو پھر ہم کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین ! ہمارے ہاں water management اور ہمارے بند انگریزوں کے دور کے بنے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ یہاں اپنی لڑائی تو کر لیتے ہیں لیکن ہم major issues پر بات ہی نہیں کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہمیں water crisis کو address کرنا چاہیے۔ Council Of Common Interests میں ہر مرتبہ وہی CM آ جاتا ہے جس کو چھ ماہ ہمیں بچوں کی طرح پڑھانا پڑتا ہے کہ what is IRSA Act. How the provinces of Punjab and Sindh will manage it. جناب چیئرمین ! اس کے لیے ایک autonomous body ہونی چاہیے جو کہ اس چیز کو handle کرے۔

جناب چیئرمین: IRSA ایک autonomous body ہے۔

سینیٹر ثنا جمالی: جی IRSA کے علاوہ بھی ایک Authority کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کا 75% حصہ زراعت پر انحصار کرتا ہے۔ ہمارے صوبے کے 75% حصے کو اسی پانی کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ہمایوں صاحب نے کہا کہ ہم water stressed and water scarced areas میں consider ہوتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کس فصل کی کاشت کرنے میں ہمارے صوبے اور ملک کا فائدہ ہو گا۔ اگر گنے کی فصل کی کاشت میں زیادہ پانی استعمال ہوتا ہے تو why can't we switch on to other countries, ہم سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم IPU and CPA جاتے ہیں۔ ہمیں وہاں صرف تین منٹ کی تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ میں کہنا چاہوں گی کہ why can't we sit there ہمارے ممبران کے پاس وہاں ایک extra دن ہونا چاہیے instead of this کہ ہم roam کریں اور واپس اپنی flight پکڑیں۔ ہم دیکھیں کے دوسرے ممالک نے کیسے پانی manage کیا ہے why can't we do that تو سینیٹ میں ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں ہوتا ہماری تو صرف recommendations جاتی ہیں۔ کیوں ایسا نہیں کیا جاتا اور ہمارے water budget کو الگ سے کیوں نہیں رکھا جاتا؟ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ان کے لیے الگ سے budget allocation کی جائے تاکہ ہم flood affected areas کو بہتر طریقے سے manage کر سکیں۔

جناب چیئرمین! Once again I would stress on this کہ جی اس matter کو اہمیت دی جائے اور میری تو ارضی ہے کہ MNAs and Senators کے PSDPs funds بند ہو جائیں تاکہ ہم ان کو flash floods dams میں consider کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ، ایوان میں تشریف نہیں رکھتی۔ محترمہ سینیٹر فوزیہ ارشد پلیز۔

Senator Fawzia Arshad

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین، آپ کا بہت شکریہ۔ Being a teacher and an educationist میں اتنی hi-tech باتیں تو نہیں کر سکتی ہوں اور نہ ہی میں ایسی باتیں کروں گی۔ بس میں صرف یہ کہوں گی کہ ہم عام عوام کو اور students کو لے کر چلیں تو اس میں میری چھ recommendations ہیں جس پر میں روشنی ڈالنا چاہتی ہوں، وہ یہ ہیں کہ we have to improve our infrastructure, a great and maintained irrigation system, dams and canals to reduce

water wastages and endorse efficient distribution. Water conservations promote techniques in agriculture industry and household through education and incentives.

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ rain water پر ہمیں اپنے بچوں کو، اپنی youth کو اس کے علاوہ ہمیں اپنے گھر کے لوگوں پر اور دیگر اپنے helping staff تمام کو بتانا چاہیے کہ پانی کی conservation کیسے کرنی چاہیے۔

We must bring legal and regulatory reforms in terms of water scarcity and we have to educate the public about the importance of the water conservation and sustainable water use practices.

اور سب سے زیادہ اگر ہم اپنے سیاسی role کو دیکھیں تو ہماری international cooperation ہونی چاہیں with the neighbouring countries اور کچھ treaties ہونی چاہیے جس کو ہم strictly follow کریں۔ پانی جیسا کہ کسی نے کہا تھا کہ water is life. زندگی کا آغاز ہی پانی سے ہوا تھا۔ پانی کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے اسلام آباد میں ایک وقت تھا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی quote کیا تھا کہ way back into 2016 پانی کی اتنی قلّت ہو جاتی ہے G-9 جسے کراچی کمپنی بھی کہتے ہیں ہم نے ان سیکٹرز میں دیکھا کہ میت کو غسل دینے کے لیے بھی natural water کی فراہمی نہیں تھی اور Nestle water کا استعمال کیا گیا اور میت کو غسل دیا گیا۔

پانی ایک بہت اہم چیز ہے اور اس کا روز مرہ کی زندگی کے ساتھ ایک ایسا رشتہ ہے جس کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ صرف کھانے پینے کے لیے ہی نہیں بلکہ ہمیں وضو کرنے کے لیے اور ہمیں پاک ہونے کے لیے اور ہماری روز مرہ کی زندگی اور دیگر معاملات کے لیے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پانی کی فراہمی کے لیے ہمیں بہت سنجیدگی اور ایک broad way میں ہمیں کوئی نہ کوئی ایسے regulatory systems, reforms legally لانے ہوں گے تاکہ ہمارے پاس پانی رہے اور ہمارا پانی ضائع مت ہو۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مولوی فیض محمد صاحب، پلیز۔

Senator Molvi Faiz Muhammad

سینیٹر مولوی فیض محمد: سب ممبران درود پاک پڑھیں۔ (درود پاک۔عربی) جناب چیئرمین، میں نے جو آیت تلاوت کی ہے وہ پانی کے متعلق ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ (عربی) تم جو پانی پیتے ہو یہ بتاؤ، اوپر سے بادلوں سے، تم نے اتارا ہے یا پھر میں نے، اللہ نے اتارا ہے اور اس کو میٹھا میں نے بنایا ہے یا پھر تم نے بنایا ہے۔ یعنی میرا احسان ہے۔ سمندر کے غبارات اڑتے ہیں جو کڑوا لیکن وہاں سے بادل بنتے ہیں اور بادل بننے کے بعد یہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ (عربی)۔ ہم میں قوت ہے کہ ہم اس کو کڑوا کریں۔ لیکن (عربی) تم شکر کیوں نہیں کرتے ہو۔ انسانوں کے لیے اللہ پاک کی طرف پانی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جیسے کہ بھائی صاحب نے کہا کہ یورپ والے کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں پانی کے متعلق یہ باتیں ہیں۔ یہ تو چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ نے ہمیں بتایا، پانی کی اہمیت کے متعلق اور انہوں نے فرمایا کہ تم وضو کرتے ہو تو تین مرتبہ ہر عضو کو دھو سکتے ہو اور اس سے زیادہ پانی ضائع مت کرو۔ اگر خرچ کروگے تو اس کا حساب ہوگا۔ اسی طرح یہ پانی (عربی) اللہ پاک بادلوں کے ذریعے جن کے اندر پانی ہوتا ہے۔ (عربی) پہلے ہوائیں چلتی ہیں، گاؤں والے خوشی مناتے ہیں اور اپنے مال مویشیوں کو جمع کرتے ہیں کہ بادل آرہے ہیں اور بارش ہو رہی ہے۔ تو اللہ تعالی اپنا احسان بتاتا ہے تو اس پانی کو ہم رحمت سمجھیں اور جتنا جس کا حق بنتا ہے ہم اُس کو دے دیں۔ مثلاً یہ ہمارا ملک ہے اور اللہ تعالی پاکستان کو سلامت رکھے ہم اس کے شہری ہیں۔ ہم ملک میں پانی کی تقسیم پر روتے رہتے ہیں۔ بلوچستان والے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہے۔ خیبر پختونخوا والے کہتے ہیں ہمارے ساتھ ظلم ہے دیگر صوبے اور سندھ والے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پانی کی تقسیم میں زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم اس پر صحیح طور پر بیٹھ کر اللہ کی اس نعمت کی ہم قدر دانی کریں اور ہم صحیح طور پر اس کا استعمال کریں۔ پانی کو جمع کرنے کے لیے قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اُس کے اندر ہے کہ صبا قوم نے ایک ڈیم بنایا، اُس قوم نے ایک ڈیم بنایا اور اُس ڈیم کی ندی کے دونوں کنارے باغ تھے اور میلوں سے اُن کے پھلوں اور پھولوں کی خوشبو آتی تھی۔ (عربی) ڈیم بنایا اور ڈیم کے پانی سے باغات تھے۔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بیوہ عورت ہوتی تھی اور جس کو کھانے کے لیے کوئی چیز میسر نہیں ہوتی تھی تو وہ عورت اپنی ٹوکری سر پر لے کر پھرتی، درخت اتنے پھل دار ہوتے تھے کہ اُس کی ٹوکری پھلوں سے بھر جاتے اور وہ اپنے گھر میں لا کر کھاتی تھی۔ اور پھر کیا ہوا؟ وہ قوم اللہ کی ناشکری ہو گئی پھر اللہ نے اُن کو عذاب

دیا تو قرآن مجید میں اللہ نے ہماری رہبری کی ہے ڈیم بنانے کے ساتھ ہم وہ نہیں کرتے، اللہ نے کہا کہ تم انصاف کرو ایک دوسرے کے ساتھ ان چیزوں کے اندر تو یہ پانی خدا کی رحمت ہے ہم اس کو صحیح طور پر، قران مجید کی صرف یہ بات، الحمد للہ، کہ قران کی تحقیق کے مطابق اور میں خوش ہوں اس سے۔ اسی طرح قران مجید کے جو احکام ہیں جیسے کہ چور کے ہاتھ کو مجمع میں کاٹا جائے۔ اگر زانی ہے اور زنا کیا ہے (عربی) لوگوں کے سامنے سزا ہو۔ تو ایک بات کو نہ لیں بلکہ اسلام کے جو قوانین ہیں ان پر مکمل عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام کو خوش رکھے۔

جناب چیئرمین: آمین۔ Thank you. Honourable Senator Dost Muhammad Khan

Senator Dost Muhammad Khan

سینیٹر دوست محمد خان: بہت بہت شکریہ جناب۔ میں جو ہوں لیکن اس august House کا سینیٹر بھی ہوں۔ جناب میرے ساتھ جو ہوا اور KP پولیس نے جو میرے ساتھ کیا ہے وہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ میری کتنی تذلیل ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ابھی موشن پر بات ہو رہی ہے۔ میں اس کے بعد privilege motion لوں گا۔ بہت شکریہ جناب۔

سینیٹر دوست محمد خان: اچھا ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: Thank you. Honourable Senator Sania please. آپ اسی موشن پر بات کرنا چاہتی ہیں؟

Senator Sania Nistar

سینیٹر ثانیہ نشتر: جی چیئرمین صاحب۔ بہت شکریہ۔ یہ ایک بہت اہم موضوع ہے اور آبی وسائل سے متعلق جو سینیٹر ہمایوں صاحب نے گفتگو کی، میں اس کا خیر مقدم کرتی ہوں۔ یہ ایک بہت critical subject ہے۔ انہوں نے public policy options کا احاطہ کیا۔ سینیٹر ثنا جمالی نے بھی اس پر بات کی۔ اس کی bottom line یہ ہے and its very important to appreciate the bottom line. یہ bottom line اور critical ہے کہ پاکستان کی جو per capita water availability ہے وہ scarcity mark سے نیچے ہے۔ جب آپ per capita water availability کی

current situation and projected trends population growth کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو this is extremely worrying. کیونکہ پاکستان کی rural agrarian economy میں جو پانی، بالخصوص Indus river کی جو backbone ہے، ہماری پوری economy اس پر کھڑی ہے۔ تو صرف water security کا ہی مسئلہ نہیں ہے، food security اس سے منسلک ہے، economic securityاس سے منسلک ہے۔

جو technical options ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ اگر آپ water sector میں multi-lateral and bi-lateral agencies and Pakistani think tanks کی reports دیکھیں اور ہماری اپنی analytical reports دیکھیں تو ان کے مشاہدوں اور analysis میں لائحہ عمل اور strategy کی حد تک کوئی ambiguity نہیں ہے اور strategies کا کوئی فقدان بھی نہیں ہے۔ مگر اس میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ چیزیں ہو کیوں نہیں رہیں؟ یہ تمام چیزیں جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ ہو کیوں نہیں رہیں؟ یہ اس لئے نہیں ہو رہی ہیں کہ یہاں پر decision maker کی کوئی accountability نہیں ہوتی and I just want to repeat it کہ یہاں پر decision maker کی کوئی accountability نہیں ہے، نہ کسی politician کی اور نہ کسی bureaucrat کی۔

اب چونکہ یہاں کالا باغ ڈیم کی بہت بات ہوئی تو اسی کی example لے لیتے ہیں۔ ہم نے پچھلے دو سال میں دیکھا کہ جو تیرہ جماعتوں کا اتحاد تھا، انہوں نے کس جلد بازی سے کچھ چیزیں کیں لیکن why did they fail to arrive at the consensus on Kalabagh Dam over the past couple of decades. کسی کی accountability کبھی بھی نہیں ہو گی۔

Floods کی بات ہوئی اور یہاں colleagues نے آبی وسائل سے متعلق جب تبصرہ کیا تو اس میں floods کی بھی بات ہوئی۔ ہمیشہ ہر سال floods آتے ہیں اور غریبوں کی بستیاں اجڑ جاتی ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں مگر اس چیز پر کبھی یہ بات نہیں کی گئی کہ outflow canals پر جو constructions ہوتی ہیں، اس پر کس کی جواب دہی ہو گی؟ کچے میں جو گھر بنائے جاتے ہیں

اس پر کس discission maker کی accountability ہو گی۔ کبھی کسی نے اس بارے میں بات نہیں کی کہ جو ٹھیکیدار خورد برد کرتے ہیں، جو endemic corruption یہاں پر زوروں سے چل رہی ہے، جس کی وجہ سے ناقص material سے bridge بنتے ہیں اور دیگر constructions ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے سیلاب کی تباہ کاریاں ہوتی ہیں۔ کسی discission maker کی accountability نہیں ہوئی۔

کوہ سلیمان کی peculiarities کی وجہ سے جو 2022 flash flood میں آیا تھا، کیا یہ بات اس House کو معلوم ہے کہ پہلی 1929 study میں ہوئی تھی۔ اور تب سے گیارہ studies موجود ہیں جو یہ exactly بتاتی ہیں کہ آپ flood mitigating strategies کیا لے کر آئیں، آپ storage کی مد میں کیا کریں، آپ siphonage کی مد میں کیا کریں، آپ drainage کیسے کریں، آپ catchment area کی management کو prioritise کیسے کریں۔ اس سلسلے میں گیارہ studies موجود ہیں، دو River Acts موجود ہیں اور different names کے بہت سے ادارے موجود ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی کی accountability اور جواب دہی نہیں کی ۔ ہم accountability کو politically motivated personal vendettas سے ملا دیتے ہیں
and we think that they are synonymous with politically motivated action, but we never realise that accountability is synonymous with answerability also.

تو ایک ایسے ملک میں، this is not the point کہ ہم سب تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں۔ The point is that we should try to understand what the problem is over here. And the problem over here is کہ ہمیں صرف interest ہے political point scoring میں، power politics میں۔ ہم نے substantive کام جس سے governance improve ہونی ہے وہ ہم نے کرنا نہیں ہے۔ کسی کی بھی answerability نہیں ہے خواہ آپ minister ہیں، آپ parliamentarian ہیں، آپ Committee head ہیں، آپ bureaucrat ہیں، آپ management level کے functionary ہیں

within the ministry, do anything you want and go away, cause any amount of damage that you want to do and you will never be asked. That is the real problem Mr. Chairman.

تو ہم آج آبی وسائل کی بات کر رہے ہیں، کل ہم energy کی بات کریں گے، پھر ہم food security کی موشن چھیڑ دیتے ہیں، پھر ہم take all the line ministries اور ہر subject by subject آپ یہ کھاتا کھولیں and we will make ہم اسی wonderful speeches here and all roads lead to Rome. چیز پر آجائیں گے کہ issue یہ ہے کہ decision maker کی اس ملک میں کوئی جواب دہی نہیں ہے۔ اور جب تک that paradigm is not going to change, we will continue to stand here and make very nice speeches and they are not going to have any impact.

جناب چیئرمین: Thank you. Honourable Senator Rukhsana Zuberi please.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ سینیٹر صاحبہ جو کہہ رہی تھیں it is a matter of fact. پر ان کو پچھلے اٹھارہ مہینے یاد رہتے ہیں لیکن اس سے پہلے بھی کچھ وقت تھا، کچھ سال تھے جب they had a chance to do it. I am just saying کہ یہ ایک مستقل phenomenon ہے جس کو ہم face کر رہے ہیں۔

میں تھوڑی سی technical چیزیں آپ سے share کرنا چاہوں گی کہ ایک اندازے کے مطابق پانچ ہزار لٹر پانی سے ایک کلو چاول اگتا ہے اور چونکہ ہمیں اپنے پانی کی value کا احساس نہیں ہے تو ہم اپنا سستا چاول مستقل export کر رہے ہیں۔ ہم codes استعمال نہیں کر رہے جو پانی بچانے کے لئے ہیں۔ ہمارا پانی جو بیس فٹ گہرائی پر تھا وہ ہم tube well لگا لگا کر دو سو فٹ پر لے گئے ہیں۔ So these are the facts. ہم جب تک interventions نہیں کریں گے، تب تک ہم اور بھی زیادہ water scarce countries میں شامل،

per capita اور ہمارا already we are a water scarce country.
water بہت زیادہ reduce ہو گیا ہے۔ وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے
and we are not caring for critical issues which we have to do. Thank you.

جناب چیئرمین: Honourable Senator Ali Zafar please. آپ اسی موشن پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب میں نے تمام honourable senators کی باتیں سنیں۔ I think پاکستان میں دو bombs اس وقت almost blasting stage پر ہیں۔ ایک ہے population bomb اور ایک ہے water bomb. تو آج آپ دوسرے bomb یعنی water bomb کی بات کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ دو reports اس ایوان میں ضرور منگوائیں۔ ایک report ہمارے سینیٹر سرتاج عزیز صاحب نے مرتب کی تھی کہ water crisis کو کیسے counter کرنا ہے اور ہم نے اس پانی کے serious بحران کو کیسے عبور کرنا ہے۔ اس پر انہوں نے تقریباً پندرہ مختلف sectors کے اوپر reports مرتب کیں اور پھر اس کو ایک major report میں compile کیا۔ پھر 2018 کی ایک interim government میں اس report کا part-2 آیا۔ تو میں یہ کہوں گا کہ یہ دونوں reports آپ منگوالیں۔ اس میں بڑی اہم باتیں ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس پر implementation شروع کر دیں، خواہ کوئی بھی حکومت آئے، تو ہم ابھی بھی ان crisis کو عبور کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب، وہ منگوا کر اس کی translation بھی کروالیں اور تمام ممبران کو بھی دے دیں۔ منسٹر سولنگی صاحب! Honourable Minister صاحب! وہ یہیں بیٹھے تھے ابھی کہیں گئے ہیں۔ جی سولنگی صاحب، اس کو please conclude کریں۔

Mr.Murtaza Solangi, Minister for Parliamentary Affairs

جناب مرتضٰی سولنگی: جناب! آپ کا شکریہ۔ مجھے Ministry of Water Resources کی طرف سے اس معاملے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ 2010 and 2022 کے سیلاب کے حوالے سے کہوں گا کہ 2010 کے سیلاب کے بعد وزارت آبی وسائل نے National Flood Protection Plan-4 ترتیب دیا، اس plan کو تین سال کی سوچ بچار کے بعد صوبوں اور NESPAK کے ذریعے حتمی شکل دی گئی۔ Council of Common Interests نے 02-05-2017 کو اس کو منظور کیا۔ اس طرح Model River Act کو 2016 میں منظور کرکے چاروں صوبوں، گلگت بلتستان اور آزاد جموں کشمیر کو ہدایت کی گئی کہ اپنی ضروریات کے مطابق اس میں تبدیلی کرکے اس کو نافذ کیا جائے۔ پنجاب اور خیبر پختونخوا نے اس کو نافذ کر دیا ہے جبکہ دوسرے صوبوں میں منظوری کے لیے مختلف مراحل میں ہے۔ اسی طرح National Plan for Flood Telemetry Programme کے تحت پورے ملک میں مختلف چھوٹے بڑے دریاؤں پر 707 Telemetry stations لگائے جائیں گے، اس کے لیے PC-1 بن چکا ہے۔ 45 stations کے لیے Japan کی agency JICA نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔

جناب! پنجاب اور سندھ اپنے تمام بیراجوں کی توسیع اور جدت پر تیزی سے کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور پنجاب میں یہ کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ سندھ میں سکھر اور گڈو بیراج پر کام جاری ہے۔ سندھ میں 27 billion کا Flood Damage Restoration Project مکمل ہو چکا ہے۔ 2018 میں CCI نے Water Policy کی منظوری دی، Flood Commission نے اس policy کا framework بنا کر Ministry of Water Resources کو دے دیا ہے، اس پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔

جناب! 2022 کے سیلاب کے حوالے سے کہوں گا کہ محکمہ موسمیات کی پیش گوئی یہ تھی کہ جون 2022 میں پچھلے سالوں کی بنسبت 40% زیادہ بارش ہو گی لیکن یہ سارے اندازے غلط ثابت ہوئے، پورے ملک میں 175% زیادہ بارش ہوئی۔ پنجاب میں اوسطاً 70% زیادہ بارش ہوئی، سندھ میں اوسطاً 425% زیادہ بارش ہوئی۔ بلوچستان میں اس سے بھی زیادہ 450% بارش

ہوئی جبکہ گلگت بلتستان میں 107% اوسطاً زیادہ بارش ہوئی۔ یہ سیلاب دریاؤں میں زیادہ بہاؤ کی وجہ سے نہیں آیا بلکہ اس کو pluvial flood کہتے ہیں جو زیادہ بارشوں کی وجہ سے آتا ہے۔ اس کی گہرائی کم اور پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے، اسی پھیلاؤ کی وجہ سے زیادہ تباہ کاری ہوئی۔ اس تناظر میں Prime Minister نے اگست 2022 میں National Flood Protection Plan-4 کو update کرنے کے لیے کہا۔ اس ضمن میں Asian Development Bank نے بھی حامی بھری ہے اور technical تعاون فراہم کیا ہے۔ صوبوں کے تعاون سے یہ updated plan تیار ہو گیا ہے اور Planning Division میں منظوری کے مراحل میں ہے۔

جناب! اس کے علاوہ Flood Protection Sector Project-3 کا PC-1 منظور ہو گیا ہے اور اس ضمن میں Ministry of Economic Affairs بین الاقوامی donors کے ساتھ funds کے لیے کوشاں ہے۔ جناب! آپ کا شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out.

جی، سینیٹر دوست محمد خان صاحب! آپ privilege motion move کریں۔

Privilege Motion moved by Senator Dost Muhammad Khan regarding attitude of police officer and arrest of political workers in Tank, Upper South Waziristan

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کبھی کبھی ہم پر شفقت فرماتے ہیں جب آپ اس کرسی پر نہیں ہوں گے تو ہمیں آپ کی بہت یاد آئے گی۔ جناب! بطور سینیٹر میرے ساتھ جو ہوا اور اس august House کے ایک سینیٹر کے ساتھ جو ہوا، وہ انتہائی برا ہوا۔ ہم نے اپنے party workers کو meeting کے لیے ٹانک میں بلایا تھا، ہم ground میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم جرگہ کر رہے تھے، ہم elections کے لیے planning کر رہے تھے۔ اچانک ٹانک پولیس اور اپر ساؤتھ وزیرستان کی پولیس نے ہم پر حملہ کیا اور ہماری بار کونسل کے صدر شیر پاؤ ایڈوکیٹ اور دوسرے دو وکلا کو گرفتار کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دوسرے workers کو بھی گرفتار کیا۔

جناب! مجھے DPO نے order دیا کہ آپ فوراً میرے دفتر میں پہنچ جائیں، ہم قانون کا احترام کرنے والے ہیں۔ میں ان کے دفتر پہنچ گیا لیکن وہ دفتر میں نہیں تھے، ان کا اردلی تھا یا کوئی اور شخص تھا، اس نے کہا کہ آپ DSP ٹانک police station کے پاس جائیں، آپ کا وہاں پر انتظار ہو رہا ہے۔ جناب! میں وہاں پر بھی چلا گیا، اس DSP نے مجھے چار گھنٹے باہر بٹھایا اور اتنی سخت سردی تھی اور اتنی زیادہ دھند تھی کہ مجھے bronchitis ہو گیا اور میں دو دن پولیس کے ہتھکنڈوں کی وجہ سے ہسپتال میں داخل رہا۔ میں نے کہا کہ میرے workers گرفتار ہیں تو آپ مجھے بھی گرفتار کر لیں تاکہ میں ذرا ٹھنڈ سے بچ جاؤں اور کوئی کمرہ مل جائے اور کوئی کمبل مل جائے لیکن اس نے کہا کہ ہم آپ کو گرفتار نہیں کریں گے۔ جناب! میں نے پھر IGP KP کو فون کیا اور ان کے PA نے میرا number note کیا۔ میں نے RPO, D.I Khan کو فون کیا اور انہوں نے میرا فون attend نہیں کیا۔ میں نے دوبارہ DPO کو فون کیا تو انہوں نے میرا number attend کیا۔

جناب! ہمارے ایک supporter کی گاڑی تھی، وہ ابھی بھی police station ٹانک میں کھڑی ہے، اس گاڑی میں 10 لاکھ روپے تھے، میں اس ایوان میں جھوٹ نہیں بول سکتا، اس گاڑی میں 10 لاکھ روپے تھے۔ اس گاڑی کے شیشے توڑ کر 10 لاکھ روپے نکال لئے گئے ہیں، ہمارے worker نے کہا کہ مجھے پہلے میرے 10 لاکھ روپے دیں، میں پھر گاڑی کو retrieve کروں گا۔ جناب! میری بطور سینیٹر اتنی سخت بے عزتی ہوئی ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے بے عزتی ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اس ایوان میں آپ سے request کر رہا ہوں کہ اس کو Privilege Committee میں بھیج دیں اور IGP کو بلایا جائے، RPO, D.I Khan کو بلایا جائے، DPO ٹانک اور DPO اپر وزیرستان کو بلایا جائے۔ اس کے ساتھ ہمارے اوپر ایک فرعون DSP ٹانک بیٹھا ہے، اس سے لوگ بہت تنگ ہیں، اس کو بھی بلایا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: ضرور جی matter is referred to the Privilege Committee اور ان سب کو بلائیں۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب! آپ لکھ کر بھی دے دیں کہ کس کس کو بلانا ہے۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! میں نے لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔

Senator Dost Muhammad Khan: Thank you sir. God bless you.

جناب چیئرمین: قابل احترام سینیٹر سید وقار مہدی صاحب! آپ privilege motion move کریں۔

Privilege Motion moved by Senator Syed Waqar Mehdi regarding humiliating attitude of Senior Member Board of Revenue, Sindh

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب! آپ کا شکریہ۔ میں Senior Member Board of Revenue سندھ کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ ایک عام سپاہی Anti-encroachment Force سندھ تھا، اس کی competent authority Senior Member Board of Revenue ہوتے ہیں۔ میں نے ان کو متعدد بار calls کیں، میں اس سے ملنا چاہتا تھا اور بات کرنا چاہتا تھا، انہوں نے whatsapp call, mobile call and landline calls پر reply نہیں کیا۔ میں مسلسل تقریباً ایک مہینے تک رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مجھے اس کے بعد مجبوراً سینیٹ میں یہ privilege motion جمع کرانا پڑا۔ لہٰذا میں آپ کی اجازت سے یہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی آپ پڑھیں۔

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Senator Syed Waqar Mehdi, tried to repeatedly contact Mr. Zahid Ali Abassi Senior Member Board of Revenue Sindh, Government of Sindh to undertake an issue of public importance but the Officer flatly refused to reply to the undersigned and turned down my repeated calls. This attitude of the incumbent was quite humiliating which tantamount to breach of privilege not only of undersigned but also this august House. It is, therefore, requested that the

privilege motion may kindly be admitted and referred to the concerned committee. Thank you sir.

Mr. Chairman: The Privilege Motion is admitted and referred to the Privilege Committee.

Order No.6, Senator Manzoor Ahmed.

منظور صاحب پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ late کیوں آئے ہیں؟

Consideration and passage of [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024]

Senator Manzoor Ahmed: I, Senator Manzoor Ahmed move for leave to introduce a Bill to provide for the establishment of the Falcon University of Medical Sciences and Technologies [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024].

Mr. Chairman: Minister *Sahib*, is it opposed?

Mr. Murtaza Solangi: No sir.

Mr. Chairman: It has been moved that a Bill to provide for the establishment of the Falcon University of Medical Sciences and Technologies [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024] as introduced in the Senate be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Second reading of the Bill. The question is that Clauses 2 to 56 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 56 stand part of the Bill. Clause 1, the preamble and the title of the Bill. The question is that Clause 1, the preamble and the title of the Bill do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the preamble and the title stands part of the Bill.

Mr. Chairman: Order No.7. Senators Dilawar Khan and Manzoor Ahmed, please move Order No.7.

Senator Manzoor Ahmed: I, Senator Manzoor Ahmed, move that the Bill to provide for the establishment of the Falcon University of Medical Sciences and Technologies [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of the Falcon University of Medical Sciences and Technologies [The Falcon University of Sciences and Technology Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Order No.24, stands in the name of Senator Mushtaq Ahmed. Please move the motion.

Motion Under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding non-presentation of Annual Report of the Council of Islamic Ideology under Clause (4) of Article 230 of the Constitution in the House

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سینیٹر مشتاق احمد تحریک پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان آئین کے آرٹیکل 230 کی شق 4 کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کرنے، ان رپورٹس کی مجوزہ سفارشات پر عمل درآمد کی حکمت عملی اور اس ضمن میں حکومتی اقدامات کو زیر بحث لائے۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! اسلامی نظریاتی کونسل کے حوالے سے آئین کا آرٹیکل 230(d) ہے جسے میں پڑھ لیتا ہوں تاکہ پتا چلے کہ اس میں لکھا کیا ہے اور اس حوالے سے ایوان اور

حکومت کی کیا ذمہ داری ہے۔ 230(d) میں لکھا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کیا کرے گی۔ یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی موصولی سے چھ ماہ کے اندر دونوں ایوانوں میں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اسمبلی رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو سال کی مدت کے اندر اس نسبت قوانین وضع کرے گی۔ اب اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جب اسلامی نظریاتی کونسل سے رپورٹ آئے گی تو وہ چھ ماہ میں ایوان میں پیش ہو گی، ایوان میں اس پر بحث ہو گی اور اس رپورٹ پر دو سال کے اندر قانون سازی بھی کی جائے گی۔

جناب چیئر مین! مجھے چھ سال ہو گئے ہیں اور ان چھ سالوں میں مجھے علم نہیں ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی کوئی رپورٹ یہاں پیش ہوئی ہو حالانکہ وہ ایک آئینی ادارہ ہے اور جب پیش نہیں ہوئی تو اس پر بحث کہاں سے ہو گی۔ جب بحث نہیں ہوئی تو انہوں نے جو سفارشات دی ہیں انہیں قانون سازی میں تبدیل کرنے کی پارلیمنٹ کیسے کوشش کر سکتی ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں یہ درست نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! ہم نے اپنی پارلیمنٹ کی پیشانی پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے، ہم نے آئین کے آرٹیکل 2 میں لکھا ہے کہ State religion Islam ہو گا۔ آرٹیکل 2(a) میں ہم نے قرارداد مقاصد کا ذکر کیا ہے لیکن عملاً ہم Islamization کی طرف پارلیمنٹ اور جمہوریت کے ذریعہ جانے میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور رکاوٹ کھڑی کر رہے ہیں۔ ایک passive resistance ہے جو کہ پارلیمنٹ کی طرف سے State کی Islamization کے حوالے سے ہوتی ہے۔ اس میں آپ سود کے بابت دیکھ لیں۔ ہمارے آئین میں پہلے دن سے لکھا ہے کہ the State shall eliminate *Ribbah* as soon as possible. اس پر تیس سال تک فیڈرل شریعت کورٹ میں بحث ہوئی اور فیڈرل شریعت کورٹ نے فیصلہ دیا لیکن ابھی تک سود کے خلاف حکومتوں نے کوئی road map نہیں دیا ہے۔

اسی طرح سے آپ نے اقلیتوں کی آڑ میں شراب کی اجازت دی ہے۔ ہماری تمام minorities کہتی ہیں کہ ہمارے مذاہب میں شراب کی کوئی اجازت نہیں ہے لیکن پاکستان میں ابتدائی سروے کے مطابق اڑھائی سے تین کروڑ لوگ شراب پیتے ہیں۔ اسے روکنے کے لیے پارلیمنٹ

resist کر رہی ہے۔ اسی طرح سے Transgender Law ہے، اسے کمیٹی میں گئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔Khunsa Person Protection of Right Bill جس کے ذریعے سے Transgender Act کو کلعدم کر دیا جائے گا اس پر ابھی تک کمیٹی کام نہیں کر رہی ہے۔ اگر آپ نے پارلیمنٹ کی پیشانی پر کلمہ لکھا ہوا ہے اور دستور میں اسلام کی بات لکھی ہے کہ اسلام ہی پاکستان کی بنیاد ہے اور پھر پارلیمنٹ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے تو اس سے معاشرے میں انتہا پسندی بڑھے گی۔ لوگوں کا جمہوریت سے اعتماد اٹھے گا، پارلیمنٹ سے لوگوں کا اعتماد اٹھے گا اور لوگ سمجھیں گے کہ ریاست کی Islamisation وہ democratic طریقے سے پارلیمنٹ اور آئینی ذریعے سے نہیں ہو سکتی ہے جو کہ پاکستان کے لیے بہت ہی خطرناک ہو گا، اس لیے جناب چیئرمین، میں آپ کے توسط سے اپیل کرتا ہوں کہ ریاست کی islamisation کے حوالے سے پارلیمنٹ رکاوٹ نہ بنے۔ پارلیمنٹ barrier نہ کھڑے کرے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کی 2019-20 کی رپورٹ ہے اور یہ 733 صفحات کی رپورٹ ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اتنی محنت کی ہے، میں ان کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب اور ان کے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور شاباش دیتا ہوں، انہوں نے ایک سال میں اتنی محنت کرکے 733 صفحات پر مشتمل رپورٹ بنائی لیکن یہ رپورٹ یہاں پارلیمنٹ میں پیش نہیں ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہاں پیش ہونا دستوری تقاضا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن وہ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! صرف اس رپورٹ سے اگر میں آپ کو جستہ جستہ چند لائنیں بتاؤں تو اس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے تقریباً 53 سفارشات دی ہیں جو بہت اہم ہیں۔ پارلیمنٹ سپریم ہے، قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ کے پاس ہے لیکن اسلامی نظریاتی کونسل دستور کے تحت، قرآن و سنت کی روشنی میں پارلیمنٹ کو رہنمائی فراہم کرے گا تو اس میں سے ایک سفارش یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں قانون سازی کے لیے جو بل پیش کیے جائیں اس میں پارلیمنٹ قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی لے۔ دوسرا آئینی ترمیمی بل اور ان پر سفارشات انسانی حقوق بطور خاص خواتین، بچوں، اقلیتوں کے حقوق، اس کے ساتھ سودی نظام کے مقابلے میں اسلامی نظام کے لیے road map دیا ہے۔ اس

میں بہت اہم اور بہت strategic قسم کی سفارشات ہیں لیکن اسے کوئی پڑھتا نہیں ہے۔ نہ اسے حکومت پڑھتی ہے اور نہ اسے پارلیمنٹ کے اندر پیش کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کی بنیادی چار سے پانچ چیزیں میں بتاؤں۔ اس میں بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے کشمیر کا ذکر ہے کہ کشمیر میں genocide ہو رہا ہے اور massacre ہے اس پر بہترین سفارشات دی گئی ہیں کہ ایک متفقہ قومی narrative بنایا جائے۔ اسی طرح سے اس میں دوسری بات کی گئی ہے کہ ملک میں خودکشی کا رجحان بڑھ رہا ہے، اس کی وجہ ٹیکسوں کا نفاذ، مہنگائی، طبقاتی تقسیم ہے جس وجہ سے لوگ خودکشی کی طرف جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے بہت ہی اہم سفارشات ہیں جنہیں incorporate کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح سے پاکستان کے دشمن اقلیتوں کی آڑ میں پاکستان کے خلاف propaganda کرتے ہیں، اس میں سفارش کی گئی ہے کہ اقلیتوں کی حقیقی صورت حال سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لیے اور اسے نمایاں کرنے کے لیے کہ پاکستان میں مذہبی آزادی ہے اس بابت ایک focal person یا سفیر مقرر کیا جائے۔ اسی طرح سے اس میں خواتین کے حقوق کہ انہیں وراثت میں حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ آج پاکستان کی 70% خواتین کو وراثت میں حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ خواتین کو وراثت میں حق دینے کے لیے بنیادی باتیں اس رپورٹ میں کی گئی ہیں، حکومت اسے incorporate کرے۔ اسی طرح جو طلاق یافتہ خواتین ہیں انہیں عزت، احترام اور حقوق دینا کیونکہ اس معاشرے میں وہ ایک neglected طبقہ ہے۔ ان کی توہین ہوتی ہے اس حوالے سے اس میں سفارشات ہیں۔ اسی طرح سے بچوں کے حقوق خصوصاً پولیو کے قطرے پلانے کے حوالے سے، بچوں کی sexual abuse کو روکنے کے حوالے سے اور Zainab Alert کے حوالے سے بڑی قابل قدر سفارشات اس میں موجود ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اسے بھی پارلیمنٹ میں پیش کرے اور اس پر عمل درآمد کرے۔ یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق کے بارے میں بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی سفارشات دی ہیں۔ سود کے خلاف جس طرح میں نے کہا کہ ظلم کا ایک نظام ہے نو ہزار پانچ سو ارب روپے میں چار ہزار ایک سو ارب روپے پاکستان قومی budget میں سے سود دے رہا ہے۔ سود کی موجودگی میں طبقاتی تقسیم اور استحصال ختم نہیں ہو سکتا ہے سود کے خاتمے کے لیے اس میں بہت اچھی تجاویز ہیں ان کو incorporate کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں سمیٹتے ہوئے صرف یہ کہوں گا کہ حکومت ایک کام کرے ہر سال Senate, National Assembly and Provincial Assemblies میں اسلامی نظریاتی کونسل کی report پیش ہونی چاہیئے نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں جو چیزیں آسان ہیں حکومت فوری طور پر ان کو نافذ کرے جن کے لیے قانون سازی کی بھی ضرورت نہیں ہے Executive order سے ہو سکتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ Standing Committees of Senate, National Assembly and Provincial Assemblies ہیں، ان سے وہ مستقل input لیں۔ اس میں surrogacy کے حوالے سے جو کہ ایک جدید issue ہے اسلام اس حوالے سے کیا کہہ رہا ہے بہت اچھی debate ہے، جو جدید مسائل اور challenges پیش آ رہے ہیں ہماری Parliament کی Standing Committees سے وہ input لیا کریں اور Members of Parliament بھی اپنے Bills میں رہنمائی لے سکتے ہیں اور رہنمائی کے لیے ہی Council of Islamic Ideology ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اراکین پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جو سفارشات ہیں اس کو عمل میں لانے کے حوالے سے اقدامات تجویز کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند تنگی آپ نے اسی motion پر بات کرنی ہے یا کسی اور چیز پر بات کرنی ہے؟

Honourable Minister for Parliamentary Affairs please.

Mr. Murtaza Solangi (Minister for Parliamentary Affairs)

جناب مرتضیٰ سولنگی: جناب چیئرمین! جو متعلقہ وزارت ہے اس کی طرف سے اس motion کے حوالے سے جو کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ Article 230(4) کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ reports پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جا چکی ہیں۔ ان reports کی details پہلے سے موجود ہیں لہٰذا حکومت کی طرف سے یہ ذمہ داری پوری کر دی گئی ہے۔ حکومت کو پارلیمان کی طرف سے ان reports پر عمل درآمد کے حوالے سے کوئی ہدایات موصول نہیں

ہوئی ہیں لیکن اس عمل کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ پارلیمان سے جب بھی کوئی حکمت عملی موصول ہو گی حکومت Rules of Business, 1973 کے مطابق اس حکمت عملی پر عمل درآمد کرائے گی۔

Mr. Chairman: The motion has been talked out. Honourable Senator Bahramand Khan Tangi what do you want to say?

<u>Point of Public Importance raised by Senator Bahramand Khan Tangi regarding issuance of arms licenses in the country</u>

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب چیئرمین! میری ایک گزارش ہے کہ میرے اور بھی ساتھی ہیں جو Parliamentarians ہیں ان کا right ہے کہ ان کو prohibited bores کے دو licenses issue کروادیں لیکن unfortunately ہمارے colleague جناب بگٹی صاحب جب Federal Minister بن گئے تو ان کی وزارت میں جو کچھ ہوا جو licenses بازاروں اور گلی کوچوں میں بکتے تھے اور اسی بنیاد پر منسٹری نے اس پر ban لگا دیا۔ جب Ministry نے ban لگا دیا تو اس کے ساتھ Parliamentarians کے rights پر بھی پابندی لگا دی میں نے جب ان سے بات کی کہا کہ دیکھیں کہ آپ نے جو پابندی لگائی ہے پہلے تو قوم کو یہ بتائیں کہ پابندی کیوں لگی ہے۔ ہزاروں license issue ہو چکے ہیں اور بازار گلی کوچوں میں بک رہے ہیں آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے ایسا کیوں ہوا آپ پابندی لگاتے ہیں بے شک لگائیں لیکن جو Parliamentarians کے due rights ہیں حق ہے ان کو آپ license منع نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں as a Custodian of this House آپ کے یہاں پر hundreds of Parliamentarian ہیں اگر کوئی Parliamentarian چاہتا ہے کہ ان کا license issue کروادیں تو آپ please ان کو کہیں۔ Minster نے مجھے کہا تھا کہ elections کے بعد ہم کروادیں گے میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان سے ضرور بات کریں کہ اگر کوئی Parliamentarian اپنا license

issueکروانا چاہتے ہیں دو یا ایک ان کا حق دو پر ہے وہ ان کو ملنا چاہیئے۔ جناب چیئر مین ! میری گزارش ہے کہ آپ اس کو کروادیں تاکہ پتہ چلے منسٹری والے کیا کہتے ہیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے ہم منسٹری کو بھیج دیتے ہیںMinistry of Interiorکو بھجوادیں سیکرٹری صاحب جو جو سینیٹرز licenseلینا چاہتے ہیں وہ منسٹری کو بھیجوادیں۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 20th February, 2024 at 10.30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 20th Feburary, 2024 at 10.30 a.m]